صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مِیلادُ النَبِی
عِید کیوں؟
مفسّر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن، پیر طریقت، فیضِ ملّت
مُفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی علیہ الرحمہ
www.faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﷺ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عید کیوں؟

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، مُفسرِ اعظم پاکستان، خلیفہ مفتی اعظم ھند

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح

محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگراس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

فقیرِ اُویسی غفرلہٗ اس سے قبل میلاد شریف کے اثبات اور سلام وقیام اور جلوس کے متعلق "غوث العباد" لکھ چکا ہے۔ یہاں صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم اس تقریب کو''عید سے کیوں تعبیر کرتے ہیں''اس کی وجہ ظاہر ہے کہ وجہ تسمیہ ربیع الاول ہے۔

وجہ تسمیہ ربیع الاول: ربیع الاول ہمارے اسلامی سال کا تیسرا مہینہ ہے۔ربیع کے اصل معنی اس موسم سے متعلق ہیں جس میں زمین بارش کی وجہ سے سرسبز وشاداب ہوجاتی ہے یعنی موسمِ بہار ظاہری طور پر چونکہ ابتدائے زمانہ میں کچھ دنوں تک موسمِ بہار اسی مہینہ میں پڑا۔ اس لئے اس کا نام'ربیع الاول'رکھا گیا۔

ماہ بہار: روحانی معنوی طور پر یہ مہینہ''ماہ ربیع وموسم بہار''اس لئے قرار دیا گیا ہے کہ اس میں حبیبِ خدا جنابِ محمد رسول اللہ ﷺ رحمتِ مجسم بن کر تشریف لائے۔ انوار کی بارش ہوئی، تمام کائنات پر بہار چھا گئی اور تاریکی وخزاں کا دور ہمیشہ کے لئے ختم ہوگیا۔

شرافت و بزرگی: اس مہینے کا سب سے زیادہ اور بزرگ شرف یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس مہینہ میں اپنے قدوم میمنت لزوم (بابرکت قدمین) سے اس خاکدانِ عالم کو مشرف فرمایا۔جن کے ظہور کے سبب جہان پیدا کئے گئے اور آپ ﷺ کی اُمت خیرِ اُمتہ کے شرف سے ممتاز فرمائی گئی اور اسی مہینے میں آپ ﷺ بقائے الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے اور یہ شرف سب مہینوں پر سبقت لے گیا۔ اس مہینے میں بالعموم اور ۱۲ ربیع الاول شریف کو بالخصوص تمام ممالک کے باذوق و صحیح العقیدہ مسلمان میلاد النبی ﷺ کی تقریبِ سعید مناتے ہیں، جگہ جگہ محافلِ میلاد ومجالسِ ذکر ودُرود کا انعقاد ہوتا ہے، قریہ قریہ عظیم الشان جلوس نکالے جاتے ہیں، بڑے وسیع پیمانے پر خیرات ہوتی ہے۔طعام وشیرنی کا اہتمام کیا جاتا ہے اور ذکرِ مصطفوی کے اعزاز وشوکت کے لئے محافل وجلوس کی زیب وزینت سے بارگاہ رسالت میں عقیدت کے پھول پیش کرکے محبت ونیازمندی کا اظہار کیا جاتا ہے اور حساس علماء وصاحبِ دل عوام سیرتِ نبوی وتعلیم محمدی ﷺ کی روشنی سے اپنی گفتار وکردار کو آراستہ کرتے ہیں اور شکرِ خداوندی بجالاتے ہیں۔ انہی وجوہ سے اس تقریب کو لفظاً عید (خوشی) سے تعبیر کیا جاتا ہے اور شرعی مسائل میں ہزاروں تعبیریں ایسی ہیں جنہیں معمولی مناسبت کی وجہ سے شرعی اصطلاحات

کے الفاظ انہیں پر اطلاق کیا جاتا ہے اور ہر مکتبِ فکر میں جاری وساری ہے (سوائے عقائد کے اصطلاحی لفظ کے) لیکن چونکہ دیوبندی مکتبِ فکر کے لوگ ہمیشہ سے رسول اللہ ﷺ کی عزت وعظمت گھٹانے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اسی لئے جب بھی آپ ﷺ کے متعلق کوئی کام کیا جائے گا تو فوراً اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے حرام، حرام، بدعت، بدعت کی رٹ لگانا شروع ہوجائیں گے لیکن جب ضرورت پڑ یگی تو شامل ہوجائیں گے۔ آزما کر دیکھ لیجئے۔

مقدمہ

بارہ ربیع الاول یومِ عید کیوں؟: فقیر اُویسی غفرلہٗ نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہمارا اطلاق لفظ عید لفظاً ہے اور پھر اس دن کی خوشی بھی بتائی ہے کہ واقعی یہ یوم السعید ہے اس لئے کہ آج کا دن انسانیت کی تاریخ کا ایک انوکھا دن ہے۔ آج کا دن اس بے نظیر اور بے عدیل پیغمبر کے میلاد کا دن ہے جس نے آدمی کو گمراہیوں اور ذلتوں کی پستی سے نکال کر شاہیوں (سلطنتوں) اور عظمتوں کی بلندی پر پہنچادیا۔ وہ عرب جہاں ایک سر نہ جانے کتنے بتوں کے آگے جھکا کرتا تھا۔ **وحدہ لاشریك** کا والہ وشیدا (عاشق) بن گیا۔ جن کی عقل پر پتھر پڑے ہوئے تھے۔ اُن کے دل آئینے سے زیادہ صاف اور شفاف ہوگئے جن کے ہاتھ بے دریغ (بلا افسوس) ایک دوسرے کی گردن دبوچتے تھے۔ چار کھونٹ عالم میں مساوات اور اُخوّت کا پرچم لہرانے لگے۔

آج کا دن وہ آیا جس نے دنیا کو توحید کا درس دیا جس نے بتایا کہ نہ خدا کسی کا باپ ہے اور نہ کوئی خدا کا بیٹا ہے۔ وہ کسی جسم میں نہیں اُترتا وہ سب کا پالن ہار (پالنے والا) ہے۔ سورج، چاند اور ستاروں کی پوجا نہ کرو۔ یہ دل کے اندھیرے کے سوا کچھ نہیں ہے، پہاڑوں اور دریاؤں کے آگے نہ جھکو اس سے فتنوں کے سوا کچھ نہ اُٹھے گا۔ بتوں پر آدمیوں کو بھینٹ نہ چڑھاؤ۔ اس سے آدمیت کا سینہ ہمیشہ لہولہان رہے گا۔

آج کا دن اُس کی ولادت کا دن ہے جس نے مژدہ (خوشخبری) دیا کہ ساری مخلوق خدا کی ہے۔ کوئی کسی پر فوقیت نہ ڈھونڈے۔ کوئی گورا ہو یا کوئی کالا، چھوٹا ہو یا کوئی بڑا۔ سب خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ بڑائی، رنگ اور نسل سے نہیں ہے بلکہ نیکی سے ہے۔ بڑائی چاہتے ہو تو نیکی کو اپناؤ۔ اس کے سوا جو کچھ ہے وہ محض شناخت کے لئے ہے اس میں کوئی فخر نہیں ہے، بڑائی نیکی سے ہے اور نیکی ایمان کے تحت ہے اور مسلمان ایمان اور عمل کا حسین اِمتزاج (ملاپ) ہے۔

آج کا دن اُس کی عیدِ میلاد کا دن ہے جس نے سچ مچ آدمی کو اشرف المخلوقات ہونے کا شعور بخشا۔جس نے اعلان کیا کہ اے لوگو! میں تم میں سے ہوں میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں کہ کوئی مجھ سے ڈرے۔ میں تو قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں۔آدمی کے آگے آدمی کا جھکنا توہین ہے آدمی کا شرف یہ ہے کہ وہ صرف ایک خدا کے آگے سجدہ ریز ہو۔

آج کا دن اس رحمت کا ظہور ہوا جس سے پہلے آدمی کا چہرہ ذِلت کی چادر میں چھپا ہوا تھا۔آدمی کی آنکھیں اپنے سوا کسی کو نہیں دیکھتی تھی ۔آدمی کا دل کسی کے دُکھ سے نہیں دھڑکتا تھا۔آدمی کے پاؤں ''صراطِ مستقیم'' سے واقف نہیں تھے۔ ہر طرف گمراہی اور تباہی تھی یہاں وہاں وَہم کے بُت خانے اور ضعیف الاعتقادی کے ٹھکانے تھے۔کفر کے اندھیرے اور شرک کے بسیرے تھے۔

آج کا دن اس غمخوارِ اولادِ آدم نے یہاں رنجہ کیا جس کے سر پر باپ کا سایہ نہ تھا جس کی زندگی صرف چھ برس کی عمر میں ماں کی گود سے محروم ہوگئی لیکن جس نے اپنے پرائے کا دکھ اُٹھایا، دشمن کو بھی گلے سے لگایا، غالب ہوا اور مغلوب کو معاف کر دیا، دنیا کو امن کی دولت سے مالا مال کر دیا، دلوں کو محبت کے جذبے سے بھر دیا۔

آج کا دن وہ مبارک دن ہے جس دن دلوں سے کُدورت (میلے پن) کو دھو ڈالنے والا پیدا ہوا۔جس نے صدیوں سے بچھڑے ہوؤں کو ملایا، جس نے دشمنوں کو آپس میں بھائی بھائی بنایا۔جس نے امیر و غریب کے فرق کو مٹایا، جس نے بھوکوں کا پیٹ بھرا اور ننگوں کا تن ڈھانپا، جس نے مسافروں اور ہمسایوں سے ہمدردی کا درس دیا، جس نے اپنے پرائے سے نیک سلوک کی تاکید کی۔

آج کا دن اولادِ آدم کے لئے کھوئی ہوئی جنت کو پانے کا دن محمد ﷺ کی ولادت کا دن ہے۔جس کو خود خدا نے صاحبِ خلقِ عظیم کہا ہے، جس کو خدا نے دنیا میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کے لئے بھیجا۔آج اُس کا جشن میلاد ہے۔جس کا قرآن کی زبان میں ارشاد ہے: ''جہالت سے کنارا کرو، جان بوجھ کر اپنے تئیں ہلاکت میں نہ ڈالو، ظلم نہ کرو، خدا ظالموں پر لعنت بھیجتا ہے، عدل اور انصاف کو نہ چھوڑو، قول اور قسم کو نہ توڑو، جوا نہ کھیلو، شراب نہ پیو، ناپ اور تول میں کمی نہ کرو، حد سے نہ بڑھو، خلق کے ساتھ احسان کرو۔''

ان وجوہ کی بناء پر اگر اس دن کو لفظاً یومِ عید کہا گیا تو شرعاً کوئی حرج نہیں بلکہ ایسی عید پر تو کروڑوں عیدیں قربان کیجائیں تو بجا ہے

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سب ہی تو خوشیاں منا رہے ہیں

اسی لئے اِمامِ اَہلِ سنت، مجددِ دِین وملت، شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ‘ نے لکھا

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدُو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائینگے

اورفرمایا،

رہیگا یوں ہی اُن کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

قرآن مجید: عیدشریعت کی اصطلاح کےعلاوہ قرآن مجید میں ایک خوشی کی تقریب پرلفظ عید کا اطلاق ہوا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ج وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ o (پارہ ۷،سورۃالمائدۃ،آیت ۱۱۴)

ترجمہ: عرض کیا عیسیٰ بیٹے مریم نے اے اللہ،اے پالنے والے، ہمارے اوتار،تو ہمارے اوپر ہمارے دسترخوان آسمان سے۔ ہوجاوے وہ واسطے ہمارے عید واسطے اگلوں کے ہمارے اور واسطے پچھلوں کے اور نشانی تری طرف سے اور روزی دے ہم کو تو تمام روزی والوں کے اچھا روزی دینے والا ہے۔

تفسیر: اس سے ثابت ہوا کہ جس دن یا جس تاریخ میں اللہ تعالیٰ کی کوئی خاص نعمت بندوں کو ملی ہو۔اُس دن یا اُس تاریخ کوعید بنالینا ہمیشہ اس دن یا اُس تاریخ کو عبادات کرنا،خوشیاں منانا سنتِ انبیاءعلیہم السلام ہے۔

فائدہ: تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا سے ثابت ہوا کہ جونعمت ایک بار نصیب ہوجائے اس کی یاد تازہ کرنے کے لئے ہرسال خوشی وفرحت کا اظہار شرعاً جائز ہے۔مثلاً مائدہ (دسترخوان) تو ایک بار ذکر آیا مگر جناب عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیشہ کے لئے اُس دن کو عید قرار دیا یا قرآنِ مجید ایک بار ماہِ رمضان میں اُترا۔ایک بار شبِ قدر میں قرآنِ کریم آیا مگر تا قیامت یہ ماہ یہ رات تاریخی بن گئی۔اس میں عبادت کی جاتی ہے لہٰذا عیدِ میلاد یا عیدِ معراج منانا سنت سے ثابت ہے۔

ازالۂ وھم: اس سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ آیت تو عیسوی شریعت کے متعلق ہے۔ہم اس کے مکلّف (یعنی ہم پرلاگوہوتی)

نہیں اور یہی حربہ ہر جگہ استعمال ہوتا ہے ورنہ ماہرِ شریعت کو معلوم ہے کہ سابقہ اُمم کے مسائل کے ہم مکلّف نہیں لیکن ان کے مسائل ہم اپنے مسائل پر منطبق کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ شریعتِ اسلامیہ کے منافی نہ ہوں۔ تحقیق ودلائل فقیر کی کتاب 'احسن البیان، جلد دوم' میں ہے اور جب اُممِ سابقہ کے مسائل ہمارے مسائل کے موافق ہوں تو اُن پر عمل کرنا مستحب اور اُن سے استدلال مستحسن (ٹھیک) ہے جیسا کہ نورالانوار، شروح حسامی، تلویح توضیح ودیگر کتبِ اُصولِ فقہ میں مُصَرَّح (واضح کیا گیا) ہے۔

خلاصہ یہ کہ نعمتِ خداوندی کے حصول پر اظہارِ مسرت کا نام خوشی ہے اور عید کا اطلاق قرآن مجید کی آیت سے واضح طور پر جواز کا ثبوت ملا۔

فخرالدین رازی کا استدلال: اس کے تحت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیرِ کبیر میں تحریر فرماتے ہیں: "وہ لوگ اہلِ اسلام کی طرح اتوار کے دن اپنی عبادت خانے میں جا کر عبادت کرتے اور اسی روز تعطیل اپنی نعمت کے حصول کو شکرانہ کا دن مناتے ہیں۔"[1]

فائدہ: اس آیت اور امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے ثابت ہوا کہ حصولِ نعمت کے دن کو ہمیشہ کے لئے عید بنا لینا شعارِ اسلام سے ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کے لئے یہی دن نہایت معظم سمجھا جاتا ہے اور اہلِ دانش خوب جانتے ہیں کہ اس روز کی عظمت صرف اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اس دن نعمت نصیب ہوئی اور اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو جو نعمت ملی اُس کی ادائیگی شکر میں وہ جتنا ہی ناز کرے کم ہے اور جس اَمر کو آیتِ مذکورہ میں عِلَّت (وجہ) بنایا گیا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے یعنی حصولِ نعمت اور پھر اُسے پہلوں اور پچھلوں کے لئے عید بنانا ہمارے مقصود کی تائید ہے۔

معمولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: بلکہ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کا اپنا معمول یہی تھا کہ نعمت کے حصول پر خوشی فرمائی۔

جب حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے دیکھ کر اُن سے پوچھا کہ تم اس روز کیوں روزہ رکھتے ہو تو اُنہوں نے کہا هٰذَا يَوْمٌ عَظِيْمٌ، أَنْجَى اللّٰهُ فِيْهِ مُوسَى وَقَوْمَهُ، وَغَرَّقَ فِرْعَوْنَ وَقَوْمَهُ، فَصَامَهُ مُوسَى شُكْرًا، فَنَحْنُ نَصُومُهُ[2]

---

[1] (تفسیر الکبیر = تفسیر الرازی، سورۃ المائدۃ آیت ۱۱۴، جلد ۱۲، صفحہ ۴۶۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

[2] یہ الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔ بخاری شریف میں الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، جلد ۳، صفحہ ۴۴، حدیث ۲۰۰۴، دار طوق النجاۃ)

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یومِ عاشوراء، جلد ۲، صفحہ ۷۹۶، حدیث ۱۱۳۰، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

یعنی یہ بہت بڑا دن ہے اس لئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور اس کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا۔اسی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کرتے ہوئے روزہ رکھا۔ہم بھی ان کی اقتداء کرتے ہوئے روزہ رکھتے ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنْكُمْ

یعنی ہمیں موسیٰ علیہ السلام سے بہ نسبت تمہارے زیادہ مناسبت ہے۔

فَصَامَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ [۳]

یعنی پھر رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا اور اُمت کو روزہ کا حکم دیا۔

یہ حدیث شریف بخاری و مسلم میں ہے۔

غور فرمائیے: فرعون کو غرق ہوئے کتنا طویل عرصہ گزر گیا لیکن چونکہ اس کے غرق ہونے پر موسیٰ علیہ السلام نے نعمت پائی تو اُن کی نعمت یابی پر ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اظہارِ خوشی پر فرمایا: فَنَحْنُ أَحَقُّ بِمُوسَى

یعنی ہم ہی موسیٰ علیہ السلام کے لئے اظہارِ مسرت (شکر بجالانے) کے زیادہ حق دار ہیں۔

حدیث شریف میں عید کا اطلاق: قرآن مجید کے بعد حدیث شریف میں بھی عید کا اطلاق یوں آیا ہے: وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَرَأَ: (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) الْآيَةَ وَعِنْدَهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ: لَوْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيدًا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَإِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ وَيَوْمِ عَرَفَةَ .رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ (مشکوٰۃ) [۴]

یعنی اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی، اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ یعنی آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے۔اور آپ کے پاس ایک یہودی تھا پس یہودی نے (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے اُوپر نازل ہوتی تو ہم اس روز کو عید مناتے۔ پھر اِبنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا تحقیق یہ آیت مبارکہ دو عیدوں کے دن نازل ہوتی ہے یعنی جمعۃ المبارک کا دن اور عرفات کا دن۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استدلال: مذکورہ بالا بیان میں حبر الامۃ ترجمان القرآن سیدنا اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما کا استدلال صحاح کی روایت سے ہے جس سے واضح ہوا کہ اسلام تنگ ظرف نہیں بلکہ وُسعت رکھتا ہے۔اب سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا استدلال بھی پڑھیئے۔

---

[۳] یہ الفاظ مسلم شریف کے ہیں۔ بخاری شریف میں الفاظ تھوڑے مختلف ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، جلد ۳، صفحہ ۴۴، حدیث ۲۰۰۴، دار طوق النجاۃ)

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یومِ عاشوراء، جلد ۲، صفحہ ۷۹۶، حدیث ۱۱۳۰، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

[۴] (مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثالث، جلد ۱، صفحہ ۴۳۲، حدیث ۱۳۶۸، المکتب الاسلامی-بیروت)

فائدہ: یہ تو ظاہر ہے کہ آیتِ ہذا ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جسے یہود نے رشک کرتے ہوئے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو طنزاً سوال کیا لیکن خلیفۃ المسلمین رضی اللہ عنہ نے مخالف کو بھی ساکت کردیا اور زمانہ حال کا مسئلہ بھی حل کردیا کہ جس روز کوئی نعمت ملے وہ ہمارے لئے عید کا دن ہے اور شکرِ الٰہی کی بجاآوری کا روز جیسا کہ صاحب روح البیـــان اسی آیت کے تحت شانِ نزول نقل کرکے لکھتے ہیں: أَشَارَ عُمَرُ إِلَى أَنَّ ذَالِكَ الْيُوْمَ كَانَ عِيْدًا لَنَا [5]

یعنی حضرت عمر نے یہ مسئلہ یوں سمجھایا کہ یہ دن ہمارے لئے عید کا روز ہے۔

اور بتایئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہود کے سوال کو کس طرح رَد فرمایا اور وہ جواب اہلِ سنت کے لئے کس طرح مؤید (قابلِ تائید) بن گیا۔

اب بھلا ان بھلے مانسوں کو کون سمجھائے کہ بندگانِ خدا صرف ایک آیت جب ایک بڑی نعمت ہے اور اُس پر اظہار کو صحابہ کرام عید بتا رہے ہیں تو پھر تم کون لگتے ہو روکنے والے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس دن کو ہمارے حوالے کیا ہے اُس کے تم مخالف ہو۔

سراسر نعمت ھی نعمت: قرآن کی آیت اور وہ کن کے صدقے۔ کوئی نہ مانے لیکن حق کا طالب تو عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراپا نعمت ہیں۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ایک ایسی نعمتِ عظمیٰ ہیں کہ جن کو خود خالقِ کائنات نے مجسمۂ نعمت بتایا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں جابجا اس امر کی تصریح موجود ہے۔

(۱) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ (پارہ۴، سورۃ آلِ عمران، آیت۱۶۴)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا اس لئے کہ اُن میں رسول بھی بھیجا۔

فائدہ: غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے ہمیں نوازا لیکن اس کے باوجود اُس نے کبھی احسان نہیں جتایا لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر احسانِ عظیم ظاہر فرمایا تو پھر ہمیں اس کے احسان کا نام عید رکھنے میں شرعی قباحت کون سی ہے؟

(۲) وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت۱۱)

ترجمہ: بہرحال اللہ تعالیٰ کی نعمت زیادہ سے زیادہ بیان کرو۔

---

[5] (تفسیر البغوی، سورۃ المائدۃ، آیت۳، جلد۱۲، صفحہ۴۶۷، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(روح البیان، سورۃ المائدۃ، آیت۳، جلد۲، صفحہ۳۴۳، دارالفکر، بیروت)

تفسیر: اس آیت میں نعمتِ ربانی کا ذکر کیسے کھلے الفاظ میں بیان کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ تحدیث سے تعبیر کیا گیا۔ جیسے کوئی بات کسی دوسرے کو ذکر کرنے کے معنی میں آتا ہے یعنی صرف گھروں میں بیٹھ کر تسبیح نہ ہلاتے رہو بلکہ کھلے میدانوں میں نعمتِ ربانی کا مظاہرہ کرو تاکہ منکرینِ اسلام کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وشوکت معلوم ہو۔ مزید تفصیل فقیر کے رسالہ "تنشیط" میں ہے۔

(۳) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَالتَّحَدُّثُ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ شُكْرٌ، وَتَرْكُهُ كُفْرٌ ؁۶

رواہ محی السنة فی تفسیرہ معالم التنزیل تحت آیت واما بنعمة ربك فحدث۔

توضیح اُویسی: اللہ تعالیٰ کی نعمت کا تذکرہ شکر ہے اور اس کا ترک کفرانِ نعمت۔ اس حدیث سے اظہارِ مسرت برنعمت کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ نعمت کو کھلے لفظوں میں بیان کرو۔ اگر اِسے ترک کردیا گیا تو ناشکرے سمجھے جاؤ گے۔ بارھویں کے دن عید جیسا سماں بنا کر اُمتی اپنے خلوص کا ثبوت ہر طرح پیش کرتا ہے مثلاً زبان سے صلوٰۃ وسلام، مال سے خوش لباس پہن کر خدا تعالیٰ کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو کر لوگوں کو نعمتوں کے عطیہ کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن وہ ناشکرا جو اِس دن گھر میں بیٹھ کر تیوری (بدمزاجی) منہ میں لگائے ہوئے اُلٹا ایسے خرافات بکتا ہے جسے سن کر شرماتے ہیں یہود وہنود۔

عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کروڑوں شب قدر سے بڑھ کر

ہمارا عقیدہ ہے کہ ؎

وہ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا وہ نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
وہ جان ہیں جہان کی جان نہیں تو جہان نہیں

یہی وجہ ہے کہ کُل کائنات کی کُل نعمتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ اور طفیل ہیں اور ہر نعمت کے اظہار کے لئے اوقات مقرر ہیں مثلاً قرآنِ مجید کی نعمت کے اظہارِ مسرت کا وقت لیلۃ القدر ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کا وقت لیلۃ المیلاد۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ ط

ترجمہ: ان کو اللہ تعالیٰ کے دن یاد دلاؤ۔

فائدہ: ابن جریر، خازن، مدارك، مفردات و تفسیر کبیر میں ہے کہ ایام اللہ سے وہ واقعات مراد ہیں جو ان دنوں میں واقع ہوئے۔ اہلِ ایمان غور فرمائیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر اور کون سا عظیم واقعہ ہوگا کہ جس میں

؁۶ (شعب الایمان للبیهقی، رد السلام، فصل فی المکافاة بالصنائع، جلد ۱۱، صفحہ ۳۷۷، حدیث ۸۶۹۸، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض)

ایوانِ کسریٰ شق ہوا اور بت سر کے بل گر گئے اور فارس کے آتش خانہ بجھ گیا اور سماں درود جاری ہو پڑا اور آسمان سے ستارے زمین پر اُتر پڑے۔ خود کعبۃ اللہ شکرانے کے لئے سجدہ ریز تھا وغیرہ وغیرہ۔ میلاد کے دن سے اور کون سا بڑا دن ہوگا۔ اس سے شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے یومِ میلاد کو شبِ قدر اور شبِ برأت سے بھی افضل بتایا ہے اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے اپنے فتاویٰ عبدالحی، جلد۳، صفحہ۲ میں لکھا ہے کہ قلنا انه ولد ليلاً فتلك الليلة افضل من ليلة القدر بلاشبهة [۷]

اور امام حجر سے نقل کر کے لکھتے ہیں: وقال الشيخ الحديث الحافظ ابن حجر الازمنة والامكنة تتشرف بشرف من يكون فيها (الیٰ ان قال) وكذا قال بعضهم ان ليلة مولده ﷺ افضل من ليلة القدر ۔ [۸]

نتیجہ: اس معنی پر بھی اگر کوئی میلاد کو عید سے روکتا ہے تو پھر شوم بخت (بدقسمت) ہے۔

اقوالِ علماءِ کرام: حضرت الامام والعلامہ مولانا محمد اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے اپنی معروف ومشہور تفسیر روح البیان تحت آیت "عیدالاولنا وآخرنا" لکھا ہے کہ ان الأعياد اربعة لاربعة أقوام. أحدها عيد قوم ابراهيم كسر الأصنام حين خرج قومه الیٰ عيدلهم. والعيد الثانی عيد قوم موسیٰ واليه الاشارة بقوله تعالیٰ فی سورة طٰه قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ. والعيد الثالث عيد قوم عيسیٰ واليه الاشارة بقوله تعالیٰ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً الآية .والعيد الرابع عيد امة محمد عليه السلام وهو ثلاثة عيد يتكرر كل أسبوع وعيدان يأتيان فی كل عام مرة من غيرتكرر فی السنة فاما العيد المتكرر فهو يوم الجمعة وهوعيدالأسبوع۔ [۹]

یعنی چار عیدیں چار قوموں کو نصیب ہوئی۔

(۱) ابراہیم علیہ السلام کی قوم کی عید کہ جب وہ عید کے لئے چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے اُن کے بت توڑ ڈالے۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید اُن کی عید کی طرف اللہ تعالیٰ نے سورۃ طٰہٰ میں فرمایا، قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ۔

---

[۷] (ماثبت با السنة فی الایام السنة لعبد الحق محث دهلوی، صفحہ۷۷، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

(فتاویٰ عبدالحی، جلد۳، صفحہ۲)

[۸] (فتاویٰ عبدالحی، جلد۳، صفحہ۹)

[۹] (روح البیان، سورة المائدة تحت آیت ۱۱۵ "عیدالاولنا وآخرنا"، جلد۲، صفحہ۴۶۲، دارالفکر، بیروت)

(۳) عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کی عید اُس طرف اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً۔

(۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی تین عیدیں ہیں (۱) ہر ہفتہ میں ایک عید یعنی یوم الجمعہ (۲) سال میں دو دفعہ عید آتی ہے یعنی عید الفطر (۳) عید الاضحیٰ۔

فائدہ: مفسرِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عید کی عِلّت بھی بتا دی اور ساتھ ہی یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ پہلے ادوار میں عیدین مقرر ہوتیں تو کیوں آخر میں وہی بات بتائی جو فقیر عرض کر رہا ہے کہ شریعت اصطلاحی الفاظ دوسری نیکیوں (بالخصوص جن اُمور کو کسی نعمت سے تعلق ہو) پر اطلاق ہوسکتا ہے جیسے جمعہ کو تیسری عید کہا گیا۔

(۲) پھر اسی آیت کے آخر میں لکھتے ہیں کہ واجتمعت الامة على هذا من لدن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یومنا هذا بلا نكير منكر فهذهٖ أعياد الدنيا تذكر أعياد الآخرة وقد قيل كل يوم كان للمسلمين عيدا فى الدنيا فهو عيد لهم فى الجنة يجتمعون فيه علیٰ زيارة ربهم ويتجلى لهم فيوم الجمعة فى الجنة يدعى يوم المزيد ويوم الفطر والأضحى يجتمع اهل الجمعة فيهما للزيارة هذا لعوام اهل الجنة واما خواصهم فكل يوم لهم عيد يزورون ربهم كل يوم مرتين بكرة وعشيا والخواص كانت ايام الدنيا كلها لهم أعيادا فصارت ايامهم فى الآخرة كلها أعيادا. واما أخص الخواص فكل نفس عيد لهم۔ [10]

یعنی بعض اہلِ دل فرماتے ہیں کہ دنیا میں مسلمان کا ہر دن جو یومِ عید تھا آخرت میں بھی وہی دن اہلِ اسلام کے لئے عید کا دن مقرر کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اسی دن اہلِ اسلام اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے جمع ہوں گے اور اس دن اللہ تعالیٰ تمام کو اپنے جلوۂ خاص سے نوازے گا۔ بہشت میں جمعہ کو یوم المزید کہا جائے گا پھر وہ اہلِ جمعہ یوم الفطر والاضحیٰ بھی اللہ تعالیٰ کی زیارت کے لئے حاضر ہوں گے۔ یہ عوام کی عیدوں کے ایام ہوں گے۔

اور خواص کا تو ہر دن عید کا دن ہوگا۔ وہ ہر صبح وشام اللہ تعالیٰ کی زیارت سے سرشار ہوں گے۔ اس لئے کہ ایامِ دنیا کا ہر دن ان کے لئے یومِ عید تھا تو آخرت میں بھی اُن کا ہر دن یومِ عید ہوگا اور اخص الخاص کا تو ہر لمحہ عید ہوگا۔

فائدہ: اس مضمون میں صاحبِ روح البیان رحمۃ اللہ علیہ نے دو سے زائد عیدین میں نہ صرف ایک اضافہ کیا بلکہ لاکھوں کروڑوں بلکہ ان گنت عیدات کا ثبوت فراہم فرمادیا۔

---

[10] (روح البیان، سورۃ المائدۃ تحت آیت ۱۱۵ "عیدالاولنا وآخرنا"، جلد۲، صفحہ۴۶۵، دارالفکر، بیروت)

عرب کا ایک مقولہ: کتبِ سیر میں مندرجہ ذیل شعر بھی کئی عیدوں کی خبر دیتا ہے ۔

عِیْدٌ وَعِیْدٌ وَعِیْدٌ صِرْنَ مُجْتَمِعَةً ..... وَجْهُ الْحَبِیْبِ وَیَوْمُ الْعِیْدِ وَالْجُمُعَة

یعنی تین عیدیں جمع ہوگئیں (۱) محبوب کا دیدار (۲) یومِ عید (۳) جمعہ کا دن ۔

فائدہ: دیکھئے اس شعر میں شرعی دوعیدوں پر دو دیگر عیدوں کی نشاندہی کی ہے جس سے ہمارا موضوع اور نکھر کر آ گیا کہ پیار و محبت والوں محبوب کا دیدار بھی کم نہیں بلکہ عشق کے زخمیوں کے لئے تو ہزاروں سے بہتر اور برتر ہے۔

پانچ عیدین: درة الناصحین میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی رسول ﷺ) سے ہے کہ

للمؤمن خمسة أعياد: الأول كل يوم يمر على المؤمن ولا يكتب عليه ذنب فهو يوم عيد. والثانی اليوم الذی يخرج فيه من الدنيا بالايمان والشهادة العصمة من كيد الشيطان فهو يوم عيد. والثالث اليوم الذی يجاوز فيه الصراط ويأمن من أهوال القيامة ويخلص من أيدی الخصوم والزبانية فهو يوم عيد. والرابع اليوم الذی يدخل الجنة ويأمن من الجحيم فهو يوم عيد. والخامس اليوم الذی ينظر فيه الی ربهٖ فهو يوم عيد (أبو الليث). [1]

یعنی مومنوں کے لئے پانچ عیدیں ہیں۔ (۱) مومن پر دن گزرے اور اُس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ وہ اُس کے لئے عید کا دن ہے۔ (۲) دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر وفریب سے محفوظ روانہ ہو وہ بھی اُس کے لئے عید کا دن ہے۔ (۳) پلِ صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر اور دشمنوں سے ہاتھ اور زبانوں سے مامون (محفوظ) رہے وہ دن اُس کے لئے عید ہے۔ (۴) جنت میں داخل ہو اور جہنم سے مامون (محفوظ) ہو وہ دن اُس کے لئے عید ہے۔ (۵) جس میں اپنے رب کا دیدار کرے وہ دن اُس کے لئے عید ہے۔

فائدہ: طلبِ امر یہ بات ہے کہ اسلاف صالحین بلکہ اکابرین صحابہ رضی اللہ عنہم ان دوعیدوں کے علاوہ دیگر عیدوں کا مژدہ سنا گئے تو ان کو مخالفین کیا کہیں گے چاہیے یہ فتویٰ جیسے ہم پر صادر کرتے ہیں یہ اسلاف پر کر دکھلائیں تو؟

فقیر اُویسی کا تجربہ: فقیر اُویسی غفرلہٗ نے مخالفین کو آزمایا ہے اور اہلِ انصاف بھی آزما کر دیکھیں کہ وہ اُمور جو رسالت مآب ﷺ یا اُولیاءِ کرام کی تعظیم وتکریم یا اُن سے منسوب یا اہلِ سنت کے معمولات کے ساتھ متعلق ہونگے۔ ان کے لئے معمولی سی تغیر ہیئت کذائیہ کو دیکھ کر شرک اور بدعت کا فتویٰ صادر کر کے پھر اسی مسئلہ کو اتنا اُچھالیں

---

[1] (درة الناصحین فی الواعظ والارشاد، المجلس الحادی والسبعون: فی بیان عید الفطر، صفحہ ۲۷۷، دار احیاء الکتب العربیة)

گے کہ ان کے شور وغُغاں (شوروغُل) سے آسمان بھی پناہ مانگے ۔پھر وہی اُمور اگر ان کے اپنے معمولات سے متعلق یا اعمالِ صالحہ میں سے کسی عمل کی فضیلت اور ثواب پر دلالت کرے تو اُس کے جواز پر اکتفا نہیں بلکہ اسے سنت بلکہ اُن کا بس چلے تو واجب اور فرض ثابت کرنے میں پس وپیش نہ ہو۔ان مجموعہ اُمور میں ایک یہی اطلاق عید بر تقریبِ سعید میلا د النبی بھی ہے کہ قارئین نے ان کی تصانیف وتقاریر اور نجی تحاریر میں پڑھا سنا ہوگا کہ میلا د النبی کی تقریب سعید کو عید کہنے لکھنے پر کتنا زہر اُگلے لیکن اُن سے کسی نیک عمل کے بارے میں خالی الذہن ہو کر پوچھ لیں کہ فلاں اعلیٰ اور بہتر عمل پر انسان کی خوشی ہو تو وہ اُسے عید سے تعبیر کرے تو کیا حکم ہے؟ جھٹ فرمائیں گے جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پوچھیں تو کہیں گے بدعت ۔فقیر اُویسی نے جہاں ان کو میلا د النبی کو عید کہنے پر شرک وبدعت کے ڈونگر برساتے دیکھا وہاں یہ حوالہ بھی پڑھا اور ناظرین بھی پڑھ لیں ۔وہ یہ کہ غیر مقلدین کے ہفت روز تنظیم اہلحدیث لاہور نے وہی لکھا جو ہم نے درۃ الناصحین کے حوالہ سے لکھا کہ مؤمن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے جس دن پل صراط سے سلامتی سے گزر جائے جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جب پروردگار کے دیدار ورضا سے بہرہ یاب ہو۔ (تنظیم اہلحدیث،۱۷ مئی ۱۹۶۳ء)

نتیجہ : اس پروہ بھی یہی کہیں گے کہ یہاں پر عید سے لغوی معنی مراد ہے یعنی خوشی اور ہم بھی کہتے ہیں کہ میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبِ سعید بھی ہمارے نزدیک لغوی معنی کے لحاظ سے ہے ۔اس پر شرعی معنی لے کر اسلام دشمنی کا ثبوت دینا ہے ورنہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ''بوٹی حرام شوربا حلال'' کہ اعمالِ صالحہ تو اطلاقِ عید جائز اور جن کے صدقے یہ اعمال نصیب ہوئے اُن کے لئے حرام کیوں؟ پھر ہم تمہیں کیوں نہ کہیں ۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے پھر کہے مردک کہ ہوں اُمت رسول اللہ کی

عید کی لغوی تحقیق : عید کا لغوی معنی بھی ہے خوشی اور فرحت ومسرت ۔چنانچہ

(۱) امام اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ المفردات میں لکھتے ہیں کہ یُسْتَعْمَلُ الْعِیْدُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ فِیْهِ مَسَرَّةٌ ۱۲ یعنی مسرت اور فرحت کے ہر یوم پر عید کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

(۲) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرقات شرح مشکوٰۃ میں بھی اسی طرح لکھا ہے ۔ ۱۳

---

۱۲ (المفردات فی غریب القرآن،باب العوذ،صفحہ ۵۹۴،دار القلم،الدار الشامیۃ-دمشق)

۱۳ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الصلاۃ،باب الجمعۃ ، جلد۳،صفحہ۱۰۲۲،دار الفکر،بیروت-لبنان)

(۳) امام بغوی معالم التنزیل (تفسیر القرآن) میں لکھتے ہیں: العید یوم السرور سمی به للعود من الترح الی الفرح وھو اسم لما اعتدته ویعود الیك وسمی یوم الفطر والاضحی عید الانھما یعرد ان فی کل سنة۔ [۱۴]

یعنی عید کا معنی خوشی کا دن ہے اسے عید اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں غم زائل اور خوشی حاصل ہوتی ہے جسے ایک وقت کے لئے مقرر کیا جائے اور وہ بار بار لوٹے اسی کا نام عید ہے اور یومِ فطر اور اضحیٰ کو بھی اسی لئے عید کہا جاتا ہے کہ یہ ہر دن ہر سال لوٹتے ہیں۔

فائدہ: اہلِ انصاف غور فرمائیں کہ عید بار بار ہر سال میں ایک بار لغوی مناسبت سے شرعی معنی کے خلاف نہیں لیکن جس کا دل اپنا خلاف ہے اُس کا کیا علاج؟

میلاد النبی پر عید کے اطلاق کی تصریحات از علمائے اسلام

ذیل میں اُن علماء کرام کی تصریحات پڑھیئے جن کو مخالفین بھی بوقتِ ضرورت اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

(۱) سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے ماثبت بالسنہ میں فرمایا ہے،

فرحم اللّٰہ امرآ اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارك أعیادا [۱۵]

یعنی اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے میلاد شریف کی مبارک راتوں کو عیدین بنایا۔

(۲) شارح بخاری امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف مواہب لدنیہ میں بھی یہی الفاظ لکھتے ہیں۔ [۱۶]

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے:

لھذا الشھر فی الاسلام فضل ومنقبة تفوق علیٰ الشھور
ربیع فی ربیع فی ربیع و نور فوق نور فوق نور۔

یعنی اس مہینے کو اسلام میں بڑی فضیلت ہے اور تمام مہینوں پر فوقیت رکھتا ہے وہ بہار ہی بہار ہے اور نور ہی نور بلکہ نور علیٰ نور ہے۔

---

[۱۴] (تفسیر البغوی المسمی بمعالم التنزیل، سورة المائدة، آیت ۱۱۴، جلد ۱، صفحہ ۲۵۱، دارالسلام للنشر والتوزیع۔ الریاض)

[۱۵] (ماثبت بالسنة فی أیام السنة شھر ربیع الاول، صفحہ ۷۹، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

[۱۶] (المواھب اللدنیة بالمنح المحمدیة للقسطلانی، المقصد الأول، ذکر رضاعه صلی اللّٰہ علیه وسلم، جلد ۱، صفحہ ۹۰، المکتبة التوفیقیة، القاھرة۔ مصر)

(۴) مجمع بحار میں لکھا ہے: فانه شهر أمرنا باظهار الحبور فيه كل عام [17]

یعنی یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ہمیں ہر سال اظہارِ مسرت کا حکم ہے۔

فائدہ: کوئی بدقسمت خوشی کے بجائے رونا چاہتا ہے تو ہم کیوں روکیں۔

(۵) علامہ شیخ محمد طاہر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شهر السرور والبهجته مظهر منبع الأنوار الرحمة شهر ربيع الأول، فانه شهر أمرنا باظهار الحبور فيه كل عام، فلا نكدره باسم الوفاة، فانه يشبه تجديد المأتم وقد نصوا علىٰ كراهيته كل عام سيدنا الحسين مع انه ليس له أصل فى أمهات البلاد الا سلامية، وقد تحاشوا عن اسمه فى أعراس الأولياء فكيف فى سيد الاصفياء (خاتمه مجمع بحار) [18]

یعنی خلاصہ یہ کہ اسلامی بِلاد (سلطنت) میں اِس دن کی خوشی منائی جاتی ہے اور عید سے زیادہ اِس دن کو فرح وسرور کا دن سمجھتے ہیں۔ اور وفات کے نام سے سرورِ قلب وراحتِ روح کو مُکَدَّر (غمگین) کرنا گوارا نہیں کرتے بلکہ مسلمانوں کا طریقۂ ادب تو ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ وہ اَہل اللہ کی تاریخ ہائے وصال کو یوم عرس (شادی کا دن) کہتے ہیں روزِ وفات نہیں کہتے۔ جب اولیاء کے جناب میں یہ ادب ہے تو امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے روزِ ولادت کو روزِ وفات کہنا کس طرح گوارا ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید سے ثبوت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں نصیب ہوا فلہٰذا خوشیاں مناؤ۔ چنانچہ فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

(پارہ ۱۱، سورۃ یونس، آیت ۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

فائدہ: آیت کے متعلق مزید تشریح رسالہ "تنشیل" میں پڑھیے۔

مخالفین کے قلم اور عمل سے: غیر مقلدین، دیوبندی، مودودی ودیگران کے ہمنوا احرام، حرام، ناجائز بھی کہتے جاتے ہیں اور پھر جائز بھی لکھتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ اپنے مناقب وکمالات

---

[17] (مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، خاتمة الکتاب، جلد ۵، صفحہ ۲۸۷، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ)

[18] (مجمع بحار الانوار فی غرائب التنزیل ولطائف الاخبار، خاتمة الکتاب، جلد ۵، صفحہ ۲۸۷، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ)

ومعجزات کا اعتراف اپنے مخالفوں سے جیسے ظاہری میں کرایا تو ایسے ہی اب کرا رہے ہیں چنانچہ میلاد النبی ﷺ پر لفظ عید کا اطلاق مخالف ٹولی کے ہر ایک سربراہ نے اپنے اپنے طور تحریرًا یا تقریرًا یا پھر عملاً ثابت کیا۔ ان ٹولیوں کے سربراہوں کے چیدہ چیدہ لیڈروں اور مولویوں کے بیانات وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

ابن داؤد غزنوی: غیر مقلدین کے سابق امیر جمعیت مولوی ابوبکر بن مولوی داؤد غزنوی مدیر ہفت روزہ توحید لاہور نے لکھا کہ عید وہ ہے جو بار بار آئے۔ قرآن مجید میں لفظ عید مسرت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا (پارہ ۷، سورۃ مائدۃ، آیت ۱۱۴)

لسان العرب میں الازہری کا یہ قول منقول ہے کہ عرب قوم کے ہاں عید اُس وقت کو کہتے ہیں جس میں خوشی ہو یا غم ہو۔

(روزنامہ کوہستان، لاہور یکم شوال ۱۳۸۴ھ)

احسان الٰہی ظہیر: غیر مقلدین کے لیڈر مولوی نے فرمایا کہا کہ

مولدِ نبوی کی تعظیم اور اُسے عید منانے کا بعض لوگوں کو ثوابِ عظیم حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ ثواب اُن کی نیت کی نیکی اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ہوگا۔ (ہفت روزہ اہلحدیث لاہور ۷-۱۵ مئی ۱۹۷۰ء)

مودودی: ہم نے (عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر) رسولِ پاک ﷺ کی شان میں نکالے جانے والے جلوسوں کی کبھی مخالفت نہیں کی اور نہ اس روز نکالے جانے والے جلوسوں کے خلاف کبھی کوئی بیان دیا ہے۔ اگر اِن جلوسوں میں اس طرح کی (غیر شرعی چمٹا، باجا وغیرہ) چیزیں نہ ہوں تو اِن میں شرکت کرنی چاہیے۔

(روزنامہ امروز، مشرق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۹۰ھ، ۱۸ مئی ۱۹۷۰ء)

ایضاً: مولانا مودودی نے عید میلاد النبی ﷺ پر پیغام دیتے ہوئے کہا ہے کہ ربیع الاول وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خلاصۂ کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ الخ (روزنامہ مشرق، امروز لاہور ۱۹/۵/۷۰، ۱۲/۳/۹۰)

مولانا مودودی نے کہا عید میلاد النبی ﷺ تمام انسانوں کے لئے رحمت کا یومِ میلاد ہے۔ الخ

(۱۹/۵/۷۰، ۱۲/۳/۹۰)

احمد علی لاہوری: ۱۷ دسمبر ۱۹۷۹ء کو عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں آپ سے بورسٹل جیل تشریف لے جانے کی استدعا کی گئی۔ بے حد مصروفیات کے باوجود آپ نے آنے کا وعدہ فرمایا۔

(ہفت روزہ خدام الدین ۱۹۶۳ء، ۲۲ فروری)

لولاک میں عید: دیوبندی مکتبِ فکر کا لائل پور سے ہفت روزہ ''لولاک'' شائع ہوتا ہے۔اس وقت ہمارے سامنے ۲۴،۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء کے ''لولاک'' کا ''عید میلا دالنبی نمبر'' ہے جس کے اداریہ میں عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے لکھا ہے۔ (ہفت روزہ لولاک لائلپور، ۲۴-۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء)

خدام الدین: دیوبندی مکتبِ فکر کا ہفت روزہ خدام الدین، لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۶۲ء کی اشاعت میں ایک اعلان میں میلا دالنبی پر لفظ عید کا اطلاق کیا ہے۔

ترجمانِ اسلام لاھور: یہ رسالہ ہفت روزہ دیوبندی مکتبِ فکر کا ہے۔اس کی ۱۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں میلا دالنبی پر عید کا اطلاق کیا ہے۔

شورش کاشمیری: اہلحدیث و دیوبند کے مایۂ ناز مبلغ وممدوح نے ۱۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریبِ سعید پر ہفت روزہ چٹان کا ''رحمۃ للعلمین نمبر'' پیش کیا اور ''ہماری طرف سے اہلِ پاکستان کو عید میلا دالنبی کی تقریبِ سعید مبارک ہو'' کے الفاظ سے اس تقریبِ سعید کو خراجِ عقیدت پیش کیا۔

قاری طیب مهتمم دارالعلوم دیوبند: قاری صاحب کی زیرِ نگرانی دارالعلوم دیوبند ماہنامہ نکلتا ہے۔اس کی اکتوبر ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں مولوی وحدالحسینی عید میلا دالنبی پر لکھتے ہیں۔

فائدہ: لفظِ عید کا اطلاق مضمون کا سرنامہ ہے۔باقی مضمون ہمارے موضوع میں شامل نہیں۔

نظم دارالعلوم دیوبند: ذیل کی نظم میں لفظ عید میلا دالنبی پر استعمال ہوئی ہے

نسیم صبح صادق ہے پیامی مبارک مژدہ ہائے شاد کامی
جب آئی صحن گلزار حرم میں چٹک کر ہر کلی نے دی سلامی
نزول رحمت حق ہورہا ہے زمانے سے گئی آوارہ گامی
یہ آمد آمد اس محبوب کی ہے کہ نورِ جاں ہے جس کا نام نامی
جہاں والوں کی قسمت جگمگائی جہاں افروز ہے نورِ گرامی
وہی مہر منیر قاب قوسین وہی شمس الضحیٰ ماہ تمامی
خوشی ہے عید میلاد النبی کی یہ اہل شوق کی خوش انتظامی
کھڑے ہیں باادب صفت بستہ قدسی حضور سرورِ ذات گرامی

کہا بڑھ کر یہ جبریل امین نے بشوقت جاں بلب آمد تمامی
حمید دل شکستہ بھی ہے حاضر بصد شوق وباندازِ غلامی

(ماہنامہ دارالعلوم دیوبند، نومبر ۱۹۵۷ء)

خلاصہ یہ کہ منکرین کے اکابرین کی شہادت اور اُن کے رسائل ومشاہیر علماء کے متعلق ہمارے پیش کردہ مختصر حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ

اطلاقِ عید برمیلادالنبی ﷺ اور ولادتِ رسول ﷺ: ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ ایک ایسی مسلمہ وناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دیوبندی اور غیر مقلد وہابی مذہب کے انکار ومخالفت کے باوجود اس فرقہ کے اصاغر واکابر (چھوٹے بڑے) اپنے قول وعمل سے اس کی حقانیت واہمیت کے اعتراف عید میلاد النبی کے اطلاق واستعمال پر مجبور ہیں اور نفس تقریب ومحفلِ میلاد کو ناجائز قرار دینے کے لئے اصولاً ان کے پاس کوئی بنیاد نہیں ہے جہاں تک گانے بجانے وغیرہ خلافِ شرح حرکات کا تعلق ہے۔ نہ خود اہلِ سنت اس کے قائل ہیں اور نہ کسی جگہ اس کے ارتکاب سے نفسِ تقریب کے جواز پر کوئی اثر پڑسکتا ہے۔

بے اصول مذھب: دیوبندی وہابی مذہب عملی طور پر بیکار ومحض بے بنیاد ہے اور اس کے علمبرداروں نے اپنے قول وعمل سے میلاد شریف کو اپنا کر اس کے خلاف اپنے مذہب کی تصریحات کا غلط وباطل ہونا اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے۔

مفاد پرست: دیوبندی وہابی نہایت ابن الوقت ومفاد پرست ہیں جو اپنے مذہب کی رو سے عید میلاد کے مخالف ہونے کے باوجود اپنی مطلب پرستی وبھرم قائم رکھنے کے لئے نہ صرف عید میلاد کا نام لیتے بلکہ تقیہ بازی کے طور پر اس میں شامل ہوجاتے ہیں جو مخلوق خدا کو دھوکہ دینے کے علاوہ ان لوگوں کی ضمیر فروشی ودورنگی چال کا کھلا ہوا ثبوت ہے۔

دورُخ: جو دیوبندی وہابی عید میلاد شریف کو ناجائز اور اس کے قائلین کو مشرک وبدعتی قرار دیتے ہیں وہ بھی نہایت بے اصول ودورُخے ہیں۔ اس لئے کہ جس بات کو وہ دوسروں کے لئے شرک وبدعت قرار دیتے ہیں جب وہی بات ان کے اپنے بزرگ اختیار کرتے ہیں تو دم بخود ہوجاتے ہیں یعنی ان کے اُصول کے مطابق ایک ہی کام یہ کریں تو جائز اور دوسرے کریں تو ناجائز۔ گویا شریعت نہیں ان کے گھر کا کھیل ہے اگر یہ لوگ میلاد شریف کو بدعت قرار دینے میں بزعم خویش سچے ہیں تو انہیں چاہیے کہ اپنے زندہ ومردہ مولویوں کو بھی نام بنام گمراہ وبدعتی قرار دیں۔ جن کے حوالہ ہم نے پیش

کئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کامسلک: مذہبِ اہلِ سنت اور مسلکِ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے اپنی مضبوطی واُصول پروری کے باعث منکرینِ میلاد کے ایوان میں ایسا زلزلہ ڈال دیا ہے کہ عوام تو عوام دیوبندی وہابی علماء کا بھی اپنے پاؤں پر کھڑا رہنا دشوار ہو چکا ہے اور صرف پاکستان ہی میں منکرینِ میلاد ''بریلویت'' کے سہارے کے محتاج نہیں بلکہ خود دیوبند میں بھی میلاد شریف کے صورت میں ''بریلویت'' کا پرچم بلند ہے۔شاید ایسی ہی صورت کے پیشِ نظر مولوی عامر عثانی دیوبندی بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ

سچ لکھا ہے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے بعض دیوبندی علماء بھی بریلوی علمِ کلام کے ۳/۱ حصے سے موقع بہ موقع کام لیتے رہتے ہیں بلکہ ہم تو یہاں تک شہادت دیں گے کہ یہ علمِ کلام گاہے گاہے جامۂ عمل بھی پہن لیتا ہے۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند، جولائی ۱۹۵۸ء)

علت و معلول

شرح مطہرہ کا مسلم قاعدہ ہے کہ احکامِ شرعیہ عِلل ☆ کے ارد گرد گھومتے ہیں اور سابق تحریر سے ہم نے واضح کر دیا ہے کہ ہر نعمت کے حصول پر سرور وفرحت طبعی امر ہے اور ہر سرور وفرحت کو شرعاً عید سے تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ ولادت سے سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں منارہے تھے۔چنانچہ مختصر داستانِ ولادت ملاحظہ ہو۔

ولادت: فخرِ موجودات، سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ''عام الفیل'' میں نبوتِ آدم علیہ السلام سے چھ ہزار ایک سوتیرہ برس بعد بارہویں ربیع الاول ۴۳ھ مروی مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو دوشنبہ کے دن بوقتِ صبح پیدا ہوئے۔

والد کی وفات: آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطنِ مادر ہی میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کو تجارت کے لئے ملکِ شام کی جانب روانہ کیا لیکن افسوس حضرت عبداللہ نے پچیس برس اور کئی مہینے کی عین شباب خیز عمر میں مدینہ پہنچ کر انتقال کیا اور اسی احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال کے لوگ مدفون تھے۔

عجائبات قبل ولادت: آپ کی والدہ آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ آپ کے حمل کی تکلیف مطلق نہ ہوئی اور چھ

☆ علت کی جمع

مہینے تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ ہیں۔آمنہ خاتون کو حالتِ حمل میں وہ عجائبات نظر آئے جس

سے حیرت ہوتی تھی۔ چلتی تھیں تو قدموں کے نیچے سخت پتھر نرم ہو جاتے تھے۔ نورانی اَبر دھوپ کے وقت سر پر سایہ کرتے اور کنوئیں سے پانی لیتے وقت پانی خود بخود اُبل کر کنارے آ لگتا تھا۔ آمنہ خاتون فرماتی ہیں کہ جب وضع حمل کا وقت قریب پہنچا اور مجھ کو خواب میں کسی کہنے والے نے اس کی اطلاع دی کہ اے آمنہ! تم کو مبارک ہو تم خیر الانبیاء کے وجودِ باوجود کی حاملہ ہو۔ اس وقت مجھ کو معلوم ہوا کہ انتقال کرنے والے شوہر حضرت عبداللہ کی نشانی وجود کا خلعت پہننے والی ہے۔ غرض پورے نو مہینے گزرنے پر دردِ زہ محسوس ہوا تو میں دیکھتی تھی کہ ستارے آسمان سے جھکتے آتے ہیں اور اندیشہ ہے کہ مجھ پر ٹوٹ پڑیں گے۔ چند ساعت کے بعد جب محمد ﷺ تولد (پیدا) ہوئے تو مجھ کو اپنے بدن سے ایک نور جدا ہوتا نظر آیا جس نے تمام گھر روشن کر دیا اور وہ نور آسمان کی طرف چڑھا اور مشرق و مغرب کے مابین پھیل گیا۔ جس کے باعث بصرے اور روم کے محل مجھ کو نظر آ گئے میں نے اپنے پیٹ سے جدا ہونے والے نورِ نظر پر نظر ڈالی تو سجدہ میں پڑا ہوا پایا۔ آپ ﷺ کی انگلی آسمان کی جانب اُٹھی ہوئی تھی گویا کہ آپ ﷺ کسی معاملہ میں انتہا درجہ کی عاجزی و انکساری کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ کے چہرہ سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ آپ ﷺ کے بدن سے خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں اور آپ ﷺ کی زبان پر تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور

عجائبات بوقتِ ولادت: اس وقت ملکِ فارس میں نوشیروان کی سلطنت تھی۔ جس کا لقب کسریٰ تھا کیا یک اس کا وہ عالیشان اور مضبوط محل جو سو گز اُونچا تھا ایک سخت زلزلہ سے لرز اُٹھا اور اُس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اسی رات کسریٰ نے خواب میں دیکھا کہ چند عربی گھوڑے وحشی زبردست اُونٹوں کو کھینچے چلے جاتے ہیں اور نہرِ دجلہ ٹوٹ کر تمام بلاد میں پھیل گئی ہے۔ معاً آنکھ کھل گئی اور نوشیروان کے قلب میں ایک قدرتی ہیبت سما گئی۔ کسریٰ صبح کو نہایت پریشان اُٹھا لیکن شاہی ہمت و شجاعت کے خلاف سمجھ کر اُس قلبی ہیبت کو لوگوں پر ظاہر کرتا ہوا شرمایا۔ جورات سے اُس کے دل میں پیدا تھی۔ لیکن یہ سمجھ کر کہ کہیں اس خواب کا اثر ظاہر نہ ہونے لگے اس نے دربارِ عام میں اراکینِ سلطنت کو اپنا خواب کہہ سنایا۔ دربار میں خبر پہنچی کہ اہلِ فارس کے بڑے ''آتشکدہ'' کی وہ آگ جو ہزار برس سے جل رہی تھی جس کی پرستش تمام پادری کرتے تھے آج رات دفعتہً ٹھنڈی ہو گئی نہ معلوم کیا سبب ہے؟

دیگر: اسی وقت حاکم ایلیا کی طرف سے خبر موصول ہوئی کہ آج شب دریائے سادہ یک لخت بالکل خشک ہو گیا ہے اور فوراً ہی دوسری اطلاع طبریہ کے عامل کی آئی کہ آج رات طبریہ کے دریا کی روانی بالکل بند ہو گئی اور دریا سوکھ گیا۔

یکے بعد دیگرے ان وحشت ناک خبروں نے نوشیروان کو رہا سہا (لاغر) اور مُضْمَحِل (کمزور) کر دیا اور فوراً فارس

کے قاضی القضاۃ موندان کو خواب کی تعبیر کے لئے بلایا گیا۔ موندان نے عرض کیا حضور معلوم ہوتا ہے کہ عرب میں کوئی بڑا ذیشان (شان وشوکت والا) شخص پیدا ہوا ہے جس سے نواحِ عرب میں کسی بڑے حادثہ کے ظاہر ہونے کی یقیناً اُمید ہے۔

نوشیروان شاہِ ایران کو تسلی نہ ہوئی اور اس نے نعمان ابن المنذر کے نام فرمان جاری کیا کہ کسی مشہور اور زبردست عالم کو فوراً ہمارے پاس بھیج دو۔ چنانچہ ایک جہاں دیدہ ڈیڑھ سو برس کی عمر کا زبردست عالم عبدالسمیع نعمان کی طرف سے آیا اور اُس نے بھی وہی تعبیر بیان کی۔ نوشیرواں کا عبدالسمیع سے بھی عقدہ (پیچیدہ مسئلہ) حل نہ ہوا تو عبدالسمیع نے دست بستہ عرض کیا کہ جہاں پناہ اگر اجازت ہو تو اس کی تعبیر میں اپنے ماموں سطیح سے دریافت کروں جو آج کل ملکِ شام میں مقیم ہے۔ یقین ہے کہ وہ اس کی تعبیر تسکین بخش دیگا کیونکہ اس سے بہتر عالم دارالسلطنت میں نہیں غرض شاہی اجازت سے عبدالسمیع سطیح کے پاس پہنچا لیکن اس وقت جبکہ وہ نزع کی حالت میں گرفتار اور آخرت کے لمبے سفر کی تیاری کر رہا تھا۔ غنیمت تھا کہ سطیح پر ابھی بے ہوشی طاری نہیں ہوئی تھی۔ سطیح اپنے بھانجے عبدالسمیع کا کلام سن کر ہمت باندھ کر اُٹھ بیٹھا اور تمام ماجرا سن کر کہنے لگا کہ اے عبدالسمیع! اس رات عرب میں ایک اللہ کا پیارا ذیشان بندہ پیدا ہوا ہے جس وقت شاہی محل کے کنگروں کی مقدار کے موافق یعنی چودہ بادشاہ اس تخت پر نہ بیٹھ لیں گے اس وقت تک تو یہ سلطنت بادشاہانِ فارس کی جانب منسوب ہوتی رہے گی لیکن اس کے بعد ایسی کایا پلٹ جائے گی کہ گویا کبھی بابل پر کوئی آتش پرست پارسی قابض ہی نہ ہوا تھا۔ عبدالسمیع ماموں کے یہ کلمات سن کر واپس ہوا اور نوشیرواں سے تمام ماجرا کہہ سنایا۔ نوشیرواں یہ سمجھ کر کہ چودہ نسل کی سلطنت ختم ہونے کے لئے مُدَّتِ مَدِید (لمبا عرصہ) اور زمانہ بعید کی ضرورت ہے مطمئن ہو گیا۔ لیکن یہ کسے خبر تھی کہ زمانہ گزرتے کیا دیر لگتی ہے اور یہ باقی ماندہ سلطنتیں کیسی جلد گزریں گی۔ نوشیرواں کی اولاد میں اس پایۂ تخت کا چودھواں حاکم یزدجرد تھا۔ جس نے اپنی سلطنت ۳۱ھ ہجری نبوی میں خلیفہ سوئم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے کر اپنی جان ملک الموت کے حوالے کی۔ عبدالمطلب وقتِ ولادت کعبہ میں تھے یکا یک دیکھا کہ خانہ کعبہ کی دیواریں دفعتاً جھک گئیں اور پھر خود بخود سیدھی ہو گئیں۔ یہ حیرت انگیز معاملہ دیکھ کر گھر آئے تو ہونہار پوتے کے پیدا ہونے کی خوشخبری کانوں میں پڑی۔

مولود مسعود: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ناف بریدہ اور مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہوئے اور چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس لئے آپ کی کفالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب نے اپنے ذمہ لی اور اس پر فخر کیا کہ یہ دُرِیتیم (قیمتی موتی) اور سزاوارِ احمد فرزند ارجمند میری آنکھوں کی ٹھنڈک بن کر میرے پاس رہے گا۔ ساتویں روز

عبدالمطلب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ذبیحہ قربانی کر کے عقیقہ کیا اور تمام قریش کی دعوت کی۔ اسی روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ مبارک 'محمد' تجویز ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم بقدر حسنہٖ و جمالہٖ

نوٹ: ''عجائباتِ ولادت'' کا یہ مضمون دیوبند کے مشہور فاضل مولوی محمد عاشق الٰہی میرٹھی کا تحریر کردہ ہے جو دیوبندی وہابی مکتب فکر کے ترجمان ''پیامِ مشرق'' لاہور نے اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں شائع کیا ہے۔ مولوی عاشق الٰہی کو چونکہ منکرینِ میلاد کے گروہ سے متعلق اور اُن کے مایۂ ناز عالم ہیں اس لئے ہم نے اہلِ دیوبند پر اِتمامِ حُجّت (سمجھانے کی آخری کوشش) کے لئے اس مضمون کو نقل کیا ہے تاکہ منکرینِ میلاد پر حجت قائم ہو اور دیوبندی وہابی حضرات کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی ایمان افروز روایات پر اعتراض اور اُن کے افکار کی جرأت نہ ہو۔

فائدہ: عنوان فقیر نے قائم کئے ہیں۔

دوسرا گواہ

مولوی ذوالفقار علی: یہ دیوبندی جو دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود حسن کے والد ہیں۔ قصیدہ بردہ شریف کی شرح عطر الوردہ میں لکھتے ہیں

نمبر 1: اے زمانِ ولادت و زمانِ رحلت حضرت رسالت پناہ تیرے فضائل کا کیا کہنا ہے تو تمام زمانوں سے افضل ہے کہ سورۂ العصر میں خدا نے تیری قسم کھائی ؎ اور تجھ کو شرف وجود باوجود کو فخرِ عالم و آدم سے مشرف فرمایا۔

نبی نور: حضرت مقدسہ آمنہ مادرِ شریف سے روایت ہے کہ بوقتِ ولادتِ مبارک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہو گیا اور مجھ کو قصور (محلاتِ) شام ہونے لگے اور شام معلوم ہونے لگی اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغِ عالم معطر ہو گیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ! آپ کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے ظاہر ہوتے ہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مختون و ناف بریدہ اور آلائشِ اطفال سے پاک پیدا ہوئے۔ حضرت صفیہ بنتِ عبدالمطلب کہتی ہیں کہ میں بوقتِ ولادت حضرت کی دایہ تھی سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آ گیا اور میں نے اُس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔ اوّل یہ کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکمِ مادر سے جدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوندِ تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ نے سر اُٹھایا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ تمام گھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے روشن ہو گیا۔ چوتھے یہ کہ میں نے حسبِ دستور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل

؎ نوٹ:۔ (قسم ارشاد فرمائی کہنا چاہیے) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے کھائی وغیرہ جیسے اطلاقات سوءِ ادب ہے۔ اُویسی غفرلہٗ

کاارادہ کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ! تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے اِن کو شکمِ مادر سے غسل دادہ پاک وصاف جدا کیا ہے۔ پانچویں یہ کہ آپ مختون وناف بریدہ پیدا ہوئے۔ چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہرِ نبوت دیکھی جس پر **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** لکھا ہوا تھا۔

نمبر 2: نوشیرواں کا محل بوقتِ ولادت باسعادت بحالتِ شکستگی (ٹوٹ پھوٹ) ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکرِ کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اس پر کاہنوں (نجومیوں) نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہونگے۔ یہ سن کر کسریٰ کو فی الحال تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصہ دراز چاہیے مگر حاصل یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں ان کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ختم ہوگئے۔

عجم میں زلزلہ نوشیروان کے قصر میں آیا
عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُس کی آمد آمد ہے

نمبر 3: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کے وقت آتشِ نمرود جو ہزار سال سے برابر روشن تھی بسببِ افسوس کے جو بطلانِ دینِ مجوس اور انشقاقِ ایوان کے باعث تھا جو اُس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہوگئی اور نہرِ فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیروان نے پل باندھ کر عمارات عالیشان اور اس کے گرد بہت سے آتشکدے اور کنائس (عبادت گاہیں) بنائے تھے۔ ایسی حیران اور بیخود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر سادہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

نمبر 4: منکرین نے بچشمِ خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات وبینات مذکورہ بالا جنات پر جو اِستراقِ سَمع (چھپ کر باتیں سننے) کے لئے اطراف آسماں کی طرف جاتے تھے برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقتِ ولادت شریف تمام روئے زمین کے بت اُوندھے گر پڑے۔ اس قسم کی بہت سی روائیتیں ہیں اختصاراً چھوڑی گئیں اور شبِ ولادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تحتِ ابلیس اُلٹ گیا۔ حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے وہ کہتے تھے میں شبِ ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ شریفہ میں تھا۔ قربِ وقتِ سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقامِ ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی اور بت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہوگئے اور بت ہبل جو سب سے بڑا بت تھا منہ کے بل گر پڑا اور اُس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنا اور قریش کے ایک فریق کا ایک بت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے

تھے۔ایک شب وہ بت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہوگیا لوگوں نے اُس کو پھر سیدھا کیا وہ پھر سرنگوں ہوگیا اور اُس کے اندر آواز آئی کہ پیغمبر آخرالزماں پیدا ہوئے اور اُن کے نور سے مشرق سے مغرب تلک روشن ہوگیا اور تمام بت منہ کے بل گر پڑے اور بادشاہوں پر اُن کا رعب چھا گیا۔ [19]

تیسرا گواہ

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی حکیم الامت نے بھی نشر الطیب میں اسی طرح کے عجائباتِ ولادت اور اس سے قبل وبعد کے واقعات نقل کئے ہیں۔ [20]

رونے والوں سے نہیں خوشی منانے والوں سے گزارش: دولت ایمان واسلام پانے والو! ایمان سے کہیے کیا ایسی نعمتِ عظمیٰ کسی قوم کو ملے تو کیا وہ اس حصولِ نعمت پر عید نہ منائیگی ہاں جو لوگ ایسی نعمت پر بجائے اظہارِ فرحت وسرور کے سر پر خاک ڈالیں اور روئیں، دھاڑیں ماریں، ابلیس کی طرح مغموم ومحزون ہوں تو اُن کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں سوائے اس کے انہیں کہہ دیا جائے ''مُوْتُوْا بِغَیْظِكُمْ ط'' (پارہ۴،سورۃ آلِ عمران،آیت ۱۱۹)

ترجمہ: اپنے غصہ وغضب میں ڈوب مرو۔

اَھلِ ایمان کو نعمت ملنے پر اظہارِ تشکر کا حکم: الحمدللہ ہم اہل ایمان رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کو نعمت عظمیٰ سمجھتے اور اس پر خوشی مناتے اور آپ کی تقریب میلا د کو عید سے تعبیر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

(پارہ۴،سورۃ آلِ عمران،آیت ۱۶۴)

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا۔

تفسیر: آیت ہذا میں آپ ﷺ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ ہم پر احسانِ عظمیٰ جتلا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نعمت پر اپنا احسان نہیں جتلایا۔اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے وسیلہ عظمیٰ ہیں۔

(۲) اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (پارہ۱۳،سورۃ ابراھیم،آیت ۲۸)

ترجمہ: وہ لوگ کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کرڈالا۔

---

[19] (عطر الوردہ فی شرح البردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی،صفحہ ۲۹-۳۰،میر محمد کُتب خانہ،آرام باغ،کراچی)

[20] (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از اشرف علی تھانوی،فصل نمبر ۲،صفحہ ۳۱-۲۶،مُشتاق بُک کارنر،الکریم مارکیٹ،اُردو بازار،لاہور)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

وَاللّٰہُ کُفَّارِ قُرَیْشٍ وَ مُحَمَّدٌ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَۃُ اللّٰہِ (رواہ البخاری) [۲۱]

یعنی اللہ کی قسم (اَلَّذِیْنَ) سے کفار اور نِعْمَۃُ اللّٰہِ سے حضور ﷺ مراد ہیں۔

(۳) یَعْرِفُوْنَ نِعْمَۃَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَہَا (پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت ۸۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: حضرت زجاج اور سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نِعْمَۃَ اللّٰہِ سے حضور ﷺ مراد ہیں یعنی کفار آپ ﷺ کے معجزات دیکھ کر آپ ﷺ کو نبی مانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔

(۴) وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (پارہ۱۳،سورۃ ابراھیم،آیت ۳۴) (پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت ۱۸)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نِعْمَۃَ اللّٰہِ سے مراد حضور ﷺ ہیں کیونکہ آپ ﷺ نعمت عظمیٰ ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ رحمۃ للعلمین ہیں اور آپ ﷺ کے سبب سے جو منافع وفوائد حاصل ہوئے وہ شمار سے باہر ہیں۔

(۵) آپ ﷺ کے اسم گرامی سے ایک اسم مقدس نعمت بھی ہے۔ کذافی دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرھا اور آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق نعمت عظمیٰ ہونے کا انکار کسی کو نہیں کیونکہ آپ ہی کا تو صدقہ ہے کہ ہمیں دولت اسلام اور جمیع برکات ربانیہ نصیب ہوئے۔

قاعدہ نمبر ۱

نعمت کے حصول پر ادائیگی شکر لازم ھے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

وَّ اشْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ (پارہ۱۴،سورۃ النحل،آیت ۱۱۴)

ترجمہ: اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اُسے پوجتے ہو۔

تفسیر: آیتِ ہذا میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت ملنے پر شکر گزاری کا حکم دے رہا ہے اور ظاہر ہے کہ سب سے بڑی نعمت حضور ﷺ کی تشریف آوری ہے اس حکم کے مطابق اسی نعمت کا شکریہ بجالانا اور اس پر اظہارِ مسرت وغیرہ اہلِ

---

[۲۱] (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جھل، جلد ۵، صفحہ ۷۶، حدیث ۳۹۷۷، دار طوق النجاۃ)

ایمان کے لئے لازم ہےاورفرمایا،

(٦) لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (پارہ۱۳،سورۃ ابراھیم،آیت ۷)

ترجمہ: اگراحسان مانو گےتو میں تمہیں اور دوں گااوراگرناشکری کروتو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

تفسیر:اس آیت میں بھی نعمت پرشکرگزاری پرترغیب ہےورنہ عذابِ شدید کی وعید۔

قاعدہ نمبر ۲

ایسی نعمت عظمیٰ کےشکرکی ادائیگی کسی گوشہ میں بیٹھ کرنہیں کرنی چاہیے بلکہ چرچے سے تاکہ نعمت کی عظمت کا پرچار ہو۔جیسا کہ قرآنی آیات شاہد ہیں۔

(۱) وَاذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ (پارہ۶،سورۃ المائدۃ،آیت ۷)

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کی نعمت کو آپس میں یاد کرو۔

تفسیر: اس آیت میں نعمت اللہ کا ذکر ایک دوسرے کے ساتھ مل کرکرنے کا حکم ہے کہ اس مقدس دن کی یاد کیسی خوش عقیدت سے مناتے ہیں کہ غیرمسلم قومیں بھی انگشت بدندان ہیں اور ہر مذہب کا پیروکار مجبور ہوکرشہادت دیتا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں کا نبی علیہ السلام اپنی اُمت سے چودہ سوسال سے پردوں میں ہے لیکن اُمت نے عشقِ بلالی ومحبت صدیقی کی اقتداءواتباع کو نہیں چھوڑا۔

(۲) وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (پارہ۳۰،سورۃ الشرح،آیت ۴)

ترجمہ:اورہم نے آپ کا ذکر شریف بلند کیا۔

فائدہ: اس کے تحت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ کو نبی بنایا اور آپ ﷺ کو زمین وآسمان میں مشہور کیا اور آپ ﷺ کا ذکر زمین کے کناروں تک پھیلا دیا اور آپ ﷺ کا ذکر دلوں میں محبوب ومطلوب بنادیا پھراس کے بعد لکھتے ہیں،

كَأَنَّهٗ تَعَالَى يَقُوۡلُ: أَمۡلَأُ الۡعَالَمَ مِنۡ أَتۡبَاعِكَ كُلُّهُمۡ يُثۡنُوۡنَ عَلَيۡكَ [۲۲]

یعنی گویا اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے کہ ہم تمام عالم کو آپ کے تابعداروں سے بھردیں گے وہ سب آپ کی تعریف کریں گے اورآپ کا درود پڑھیں گے۔

---

[۲۲] (تفسیر الرازی المسمی تفسیر الکبیر، پارہ۳۰،سورۃ الشرح،آیت ۴،جلد۳۲،صفحہ۲۰۸،داراحیاءالتراث العربی،بیروت)

بتایئے اللہ نے اپنے نبی اکرم ﷺ کے ذکر کو کس طرح پھیلایا یہی سنی حضرات ہیں جو اس انتخاب میں آئے کہ اپنے نبی علیہ السلام کی شان کے گیت گاتے اور ایسے چرچے کرتے ہیں کہ خوابیدہ دنیا جاگ اُٹھتی ہے۔عیدِ میلاد کی رونق تو ایسی جاذِب (پُرکشش) ہوتی ہے کہ بڑے سے بڑے سنگدل لوگ بھی ایسے چرچے میں شریک ہونے کو باعثِ فخر و ناز سمجھتے ہیں۔

(۳) نبی کریم ﷺ کا چرچا خصوصاً بارھویں کی پرشکوہ (عظیم الشان) محفل اہلِ اسلام سے کبھی نہیں چھوٹی اگر چہ مستحبات اہلِ اسلام عمل میں لاتے ہیں لیکن بارہ ربیع الاول کی محفلِ میلاد شریف کا چرچا تو مسلمانوں کو ایسا بھا گیا کہ نہ کبھی منقطع ہوا اور نہ ہی انشاء اللہ تا قیامت منقطع ہوگا۔

(۴) لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط (پارہ۲۶،سورۃ الفتح،آیت ۹)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

(۵) وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ۳۰،سورۃ الضحٰی،آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

ان پانچ آیاتِ مبارکہ اور دیگر بکثرت آیات کی روشنی میں میلاد شریف کی عظمت و شان و شوکت اور برکت و اہمیت ہر صحیح العقیدہ اور سلیم الطبع مسلمان پر واضح و ظاہر ہے۔ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان،نور کی آمد،اللہ کے فضل و رحمت پر خوشی کا اظہار،رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور رب کی نعمت کا چرچا کرنے کا بیان ہے اور بلاشبہ جشنِ عید میلاد النبی ﷺ کی نورانی تقریب،محافلِ میلاد و جلوس ہائے مبارک اللہ تعالیٰ کے اسی احسانِ عظیم کے شکریہ،نور کے سرور، اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت پر خوشی،رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتِ عظمیٰ کے ذکر و چرچا پر مشتمل ہیں اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا احسان،اللہ کا نور،اللہ کا فضل،اللہ کی رحمت اور اللہ کی نعمت جانتا اور مانتا ہے اُس کو میلاد شریف کو عید (خوشی) کہنے میں کسی قسم کی جھجک نہیں ہوسکتی۔

حدیث شریف: جب رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے بدیں الفاظ اپنی ولادت و یومِ ولادت کی اہمیت واضح فرمائی کہ فِيْهِ وُلِدْتُ وَفِيْهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ (مسلم) [۲۳]

[۲۳] (صحیح مسلم،کتاب الصیام،باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر الخ ،جلد۲،صفحہ۸۲۰،حدیث۱۱۶۲،داراحیاء التراث العربی-بیروت)

یعنی اسی دن میری ولادت ہوئی اور اُسی دن مجھ پر قرآن کا نزول ہوا۔

ہم نے بخوف طوالت صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا ہے۔

اجماعِ اُمت: قرآن وحدیث کے بیان کے بعد اگر اُمت کا عمل اور اہلِ اسلام کا تعامل دیکھا جائے تو اس میں بھی سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت کی تائید اور میلاد شریف کی ترغیب ہی ظاہر ہوتی ہے اور آئمہ کرام، بزرگانِ دین اور سلاطینِ اسلام ومشاہیرِ قوم، ذکرِ حبیب ومیلاد شریف کی تعریف وستائش میں رطب اللسان ومتفق البیان نظر آتے ہیں۔ بطور تبرک اہلِ محبت کے دلوں کی تازگی کے لئے صرف چند حوالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی: امام الحفاظ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے اصل ثابت پر میلاد شریف کی تخریج ظاہر ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ بخاری ومسلم میں ثابت ہے کہ نبی ﷺ جب مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کے دن روزہ دار پایا اور جب اُنہیں اس دن سے متعلق پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ عاشورہ کے دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ اس لئے ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے جس دن اللہ نے نعمت عطا فرمائی یا زحمت دفع فرمائی اس معین دن میں شکر بجالانا اور ہر سال اسی دن اس کا اعادہ کرنا مستفاد ہوا اور اللہ کا شکر نفل روزہ، صدقہ، خیرات، تلاوت وغیرہ عبادات کی ہر قسم سے حاصل ہوتا ہے اور جس دن اس نبی رحمت ﷺ کا ظہور ہوا اس سے بڑی نعمت اور کونسی ہے؟ اس لئے مناسب ہے کہ خاص یومِ ولادت کو تلاش کیا جائے تاکہ عاشورہ کے دن موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے مطابق ہو اور جو اس معین دن کا لحاظ نہ کرے۔ اسے مہینہ کے کسی دن یا سال کے کسی دن بھی عملِ میلاد میں کوئی حرج نہیں۔ بہرحال یہ عمل میلاد کی اصل ہے۔ [۲۴]

امام سیوطی: امام جلال الملۃ والامین سیدنا امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد شریف کے استحباب پر "حسن المقصد فی عمل المولد" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا ہے جس میں ایک دلیل یہ بھی ارشاد فرمائی ہے کہ امام بیہقی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ فرمایا حالانکہ حضور ﷺ کی ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب بھی آپ ﷺ کا عقیقہ کر چکے

[۲۴] (حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی، فصل فی المولد، باب کلام الحافظ أبو الفضل بن حجر فی عمل المولد، صفحہ ۶۳، دارالکتب العلمیۃ، بیروت-لبنان)

تھے۔لہٰذا حضورﷺ کا دوبارہ عقیدہ فرمانا اس پر محمول ہوگا کہ آپ نے اپنے رحمۃ للعالمین مبعوث ہونے پر اللہ تعالیٰ کے شکر یہ اور اپنی اُمت کی تعلیم کے لئے ایسا فرمایا۔پس حضورﷺ کی پیدائش پر اجتماع کرنا،کھانا کھلانا اور اس قسم کی نیکیوں کو بجالانا اور خوشیوں کا اظہار کرنا بطورِ شکر ہمارے لئے مستحب ہے۔ ۲۵

علامہ حلبی: حضرت امام نورالدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کو نقل فرما کر اسے ثابت رکھا ہے نیز میلا دشریف کے بیان میں "الکوکب المنیر فی مولد البشیر والنذیر" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تحریر فرمایا ہے اور قیامِ تعظیمی کے متعلق لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں کی عادت ہے کہ رسول اللہﷺ کے ذکرِ ولادت کے وقت تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہیں اور ہیئت کے ساتھ یہ قیام بدعت لا اصل ہے۔لیکن بدعتِ حسنہ ہے اس لئے کہ ہر بدعت مذموم نہیں ہوتی۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجتماع تراویح کے متعلق فرمایا تھا نعمت البدعۃ یہ اچھی بدعت ہے۔امام شافعی قدس سرہ فرماتے ہیں جو نئی چیز کتاب یا سنت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو وہی بدعت ضلالت ہے اور نئی بات کارِ خیر سے ہو اور کتاب وسنت اجماع واثر کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ ہے۔ (السیرۃ الحلبیہ)

عالم اُمت: مقتدائے آئمہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قیام تعظیمی کے بارے میں فرمایا اور آپ کے زمانہ کے مشائخِ اسلام نے اس سلسلہ میں آپ کی پیروی کی جس سے مجلس میں بڑا اُنس پیدا ہوا اور اقتداء کے لئے اتنے کثیر اور اتنے بڑے مشائخ کا عمل کافی ہے۔(السیرۃ الحلبیہ)

امام نووی: شارح مسلم کے شیخ حضرت امام ابوشامہ رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں ہر سال حضورﷺ کے میلا دشریف کے دن جو صدقات،نیک کام اور زینت وخوشی کا اظہار کیا جاتا ہے یہ بدعت حسنہ ہے جس سے فقراء کے ساتھ حسن سلوک کے علاوہ معلوم ہوتا ہے کہ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہﷺ کی محبت و تعظیم اور جذبہ شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمینﷺ کو پیدا فرما کر ہم پر احسان کیا۔(السیرۃ الحلبیہ)

امام سخاوی: امام شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بہئیت موجودہ میلا دشریف کا سلسلہ مبارک قرون ثلاثہ کے بعد جاری ہوتے ہوتے باوجود اُمت میں مقبول ہوا اور تمام روئے زمین اور بڑے بڑے شہروں میں اہلِ اسلام ہمیشہ میلا دشریف کراتے ہیں،مختلف صدقات بانٹتے ہیں اور مولودشریف پڑھتے ہیں جس کی برکات سے اُن پر فضلِ عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔(السیرۃ الحلبیہ) ۲۶

---

۲۵ (حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی،فصل فی المولد،باب ماورد فی عقیقۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن نفسہ بعد البعث،صفحہ ۶۵-۶۴،دارالکتب العلمیۃ،بیروت-لبنان)

۲۶ (السیرۃ الحلبیہ،باب تسمیتہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم محمدا وأحمدا،جلد۱،صفحہ۱۲۳،دارالکتب العلمیۃ،بیروت)

ابن جوزی: امام جوزی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ المیلاد النبوی میں فرماتے ہیں مکہ، مدینہ، مصر، یمن، شام، تمام بلادِ عرب اور مشرق ومغرب میں اہل اسلام ہمیشہ میلا دشریف کی محافل منعقد کرتے ہیں ۔ ربیع الاول کی آمد پر خوشیاں مناتے ہیں اور غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں، سرمہ لگاتے ہیں، خوشبو چھڑکتے ہیں، اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور میلا د شریف سننے کا اہتمام بلیغ فرماتے ہیں اور جزیل وفورِ عظیم حاصل کرتے ہیں اور یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ میلا دشریف کی برکت سے مال میں، اولاد میں، گھروں میں، شہروں میں خوب خیر و برکت، سلامتی وعافیت، کشائشِ رزق (رزق میں کشادگی)، سکون وقرار اور امن وامان کا سال بھر ظہور ہوتا ہے۔ [۲۷]

شیخ محقق: سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ابولہب نے حضور ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر اپنی باندی ثوبیہ کو آزاد کردیا اور موت کے بعد جب اس سے خواب میں پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے تو اُس نے کہا میں آگ میں ہوں لیکن ہر پیر کی رات تخفیف ہوجاتی ہے اور میں اپنی دو انگلیوں میں سے پانی چوستا ہوں کیونکہ میں نے نبی ﷺ کی ولادت کی بشارت سن کر ثوبیہ کو آزاد کردیا تھا اور اس نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ [۲۸]

ابن الجزری: حضرت امام جزری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جس ابولہب کی مذمت میں قرآن نازل ہوا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے پر اسے بھی آگ میں اس کی جزا ملی ہے تو مسلمان اُمتی آپ ﷺ کے میلا دشریف کی خوشی مناتا ہے اور حسبِ استطاعت آپ ﷺ کی محبت میں اپنا مال خرچ کرتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟ اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ کریم اپنے فضلِ عمیم سے اُسے جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔ [۲۹]

حضور ﷺ کے میلا دشریف کے مہینہ میں اہلِ اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے ہیں، خوشیاں مناتے ہیں، صدقہ کرتے ہیں، نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں، میلا دشریف سننے کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر فضلِ عمیم کا ظہور ہوتا ہے۔ میلا دشریف کے خواص میں سے یہ بات تجربہ شدہ ہے کہ سال بھر امان ہے اور مقصد برآری وآرزو جلد پوری ہونے کی بشارت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم فرمائے جو ماہِ میلاد کی راتوں کو عیدین بناتا ہے جس سے اُن لوگوں کی عِلّت میں شدت ہوتی ہے جن کے قلوب میں مرض اور عِناد (کینہ) ہے۔ (ما ثبت من السنۃ، مدارج النبوت) [۳۰]

---

[۲۷] (المولد النبوی، صفحہ۵۹)

[۲۸] (مدارج النبوۃ اُردو، ایامِ رضاعت، جلد۲، صفحہ۳۵، شبیر برادرز، اُردو بازار، لاہور)

[۲۹] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیۃ،المقصد الأول: فی تشریف اللّٰہ تعالیٰ لہ علیہ الصلاۃ والسلام،باب ذکر رضاعہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وما معہ، جلد۱، صفحہ۲۶۱، دارالکتب العلمیۃ)

[۳۰] (ماثبت بالسنۃ فی أیام السنۃ، شھر ربیع الاول، صفحہ۷۹، مطبوعہ مجتبائی دھلی)

(مدارج النبوۃ اُردو، ایامِ رضاعت، جلد۲، صفحہ۳۵، شبیر برادرز، اُردو بازار، لاہور)

مجدد الف ثانی: سیدنا امام ربانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مجلسِ مولود میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور ﷺ کی نعت شریف اور صحابہ کرام واہلِ بیت عظام واولیائے اعلام رضی اللہ عنہم کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز بات تو یہ ہے کہ قرآنِ عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کردی جائے۔ راگ وموسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں جس مجلسِ مولود میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں اس میں کوئی ممانعت نہیں۔ [۳۱]

ملاعلی قاری: ملاعلی قاری رحمۃ الباری نے میلاد شریف کی تائید وترغیب میں "المورد الروی فی المولد النبی" کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں ثابت کیا ہے کہ مکہ، مدینہ، مصر، شام، روم، اندلس وغیرہ جمیع ممالک میں عمل مولد جاری ہے اور اس کی عظمت کی بناء پر علماء ومشائخ میں سے کوئی بھی اس میں شمولیت سے انکار نہیں کرتا۔

شیخ زین الدین: ولی کامل شیخ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ ہر جمعرات کو چند من چاول پکا کر رسول اللہ ﷺ کے حضور نذرانہ پیش کرتے۔ لطف یہ کہ چاول کے ہر دانہ پر تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی ہوتی۔ میلاد شریف کے ایام میں شیخ موصوف چاول کی اس مقدار پر روز ایک ہزار پیمانہ زیادہ کرتے۔ یہاں تک کہ ۱۲ ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار زیادہ فرماتے۔ اندازہ کیجئے کہ ان بارہ دنوں کا مجموعی خرچ کہاں تک پہنچتا ہوگا اور میلاد شریف کا لنگر کتنا وسیع ہوگا۔ [۳۲]

شاہ عبدالرحیم: خاندان ولی اللہ کے مورثِ اعلیٰ شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ہر سال میلاد شریف کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ سے تعلق رکھنے کے لئے کھانا تیار کرتا تھا۔ ایک سال بھنے ہوئے چنوں کے سوا کچھ میسر نہ ہوا۔ چنانچہ میں نے وہی چنے تقسیم کردیئے پس میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے روبرو چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شادوبشاش ہیں۔ [۳۳]

شاہ ولی اللہ: وہابیہ دیوبندیہ کے مسلم امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مکہ معظّمہ میں نبی ﷺ کے میلاد شریف کے دن میں آپ کے مولد مبارک پر حاضر تھا جس میں حاضرین نبی ﷺ پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے۔ یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار اُن ملائکہ کی جانب سے

---

[۳۱] (مکتوبات، دفتر سوم، صفحہ ۱۶۹) [۳۲] (اخبار الاخیار، صفحہ ۲۲۷) [۳۳] (درثمین از شاہ ولی اللہ، صفحہ ۱۸)

ہیں (جو میلا د شریف جیسے) اجتماعات ومجالس پر مقرر ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوارِ ملائکہ اور انوارِ رحمت کا باہم اختلاط ہے۔

(فیوض الحرمین) [۳۴]

شاہ عبدالعزیز: اُستاذِ کُل حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

(۱) ربیع الاول شریف کی برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد شریف سے ہے جتنا اُمت کی طرف سے سرکار کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی اُمت پر آپ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ (فتاوٰی عزیزی، جلد۱، صفحہ۱۶۳)

(۲) جناب علی محمد خان رئیس مرادآباد کے نام ایک مکتوب میں فرمایا ۱۲ ربیع الاول شریف کو لوگ حسبِ معمول مجلسِ مولود شریف میں جمع ہوکر درود شریف پڑھنے میں مشغول ہوتے ہیں۔ پھر فقیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل، ولادتِ باسعادت، شیرخوارگی، حلیہ شریف کا بیان کرتا ہے۔ بعدازاں طعام یا شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین مجلس میں تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

(انوارساطعہ) [۳۵]

اُستاذا لعلماء دیوبند و وھابیہ: حضرت مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی (جنھیں دیوبندی وہابی مذہب کی مشہور و معتبر کتاب ''براہینِ قاطعہ میں صفحہ۱۹ پر'' ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے۔) فرماتے ہیں کہ میرے اساتذہ کرام کا اور میرا عقیدہ مولد شریف کے باب میں قدیم سے یہی تھا اور یہی ہے کہ انعقادِ مجلسِ میلاد شریف بشرطیکہ منکرات سے خالی ہو جیسے گانا باجا اور کثرت سے روشنی بیہودہ نہ ہو۔ بلکہ روایاتِ صحیحہ کے موافق ذکر معجزات اور ذکر ولادت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا جائے اور بعداس کے اگر طعام پختہ اور شیرینی بھی تقسیم کی جائے اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اس زمانہ میں جو ہر طرف سے پادریوں کا شور اور بازاروں میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دین کی مذمت کرتے ہیں اور دوسری طرف سے آریہ لوگ جو، خدا اُن کو ہدایت دے، پادریوں کی طرح بلکہ ان سے زیادہ شور مچارہے ہیں۔ ایسی محفل کا انعقاد ان شرائط کے ساتھ جو میں نے اُوپر ذکر کیں اس وقت فرضِ کفایہ ہیں۔ مسلمان بھائیوں کو بطورِ نصیحت کہتا ہوں کہ ایسی مجلس کرنے سے نہ رُکیں اور اقوال بیجا منکروں کی طرف جو تعصب سے کہتے ہیں ہرگز نہ التفات کریں اور متعین یوم میں اگر یہ عقیدہ نہ ہو کہ اس دن کے سوا اور دن جائز نہیں تو کچھ بھی حرج نہیں اور جواز اس کا بخوبی ثابت ہے اور قیامِ وقت ذکر میلاد کے چھ سو برس سے جمہور علماء صالحین، متکلمین اور صوفیہ اور علماءِ محدثین نے جائز رکھا ہے۔ (انوارِ ساطعہ) [۳۶]

---

[۳۴] (فیوض الحرمین، صفحہ۲۷، مدرسہ عزیزی، دھلی)

[۳۵] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ، لمعہ ثانیہ: مشائخ خاندانِ عزیزیہ اور شرکت محفل میلاد شریف، صفحہ۲۷۴-۲۷۳، رضوی کتاب گھر، دہلی)

(فتاوی عزیزی کامل، باب التصوف، صفحہ۱۹۹، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی)

[۳۶] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ، تقریظ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، صفحہ۵۶۴-۵۶۳، رضوی کتاب گھر، دہلی)

حاجی امداد اللہ: پیر و مرشد علمائے دیوبند حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علماء ثقافت صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر اس کا عامل ہے۔ جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے۔ فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض وانوار و برکات و رحمتِ الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ [۳۷]

چرچا کرو: ایسے (پرفتن) وقت میں رسول اللہ ﷺ کے محامد اوصاف و مکارم اخلاق کو مشتہر اشاعت عام کرنے کے لئے ہر مقام میں مجلس مولود شریف کا چرچا بڑا عمدہ ذریعہ و مستحسن وسیلہ ہے۔ [۳۸]

دیدار: ایک مرتبہ حضرت علامہ سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف پڑھ رہے تھے اور حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ بھی شریک تھے۔ حاجی صاحب سنتے سنتے ایک دم کھڑے ہو گئے اور سب پر ایک کیفیت طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد حاجی صاحب سے سامعین نے پوچھا حضرت میلاد شریف سنتے سنتے کیوں کھڑے ہو گئے تھے؟ جبکہ قیام کا ذکر بھی نہیں آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ نے نہیں دیکھا میری ان آنکھوں نے دیکھا کہ آقائے نامدار ﷺ تشریف لائے میرے ذوق و شوق نے اور محبتِ رسول ﷺ نے فوراً کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنے پر مجبور کیا۔

(اخبار رضوان لاہور اپریل ۱۹۵۲ء)

مدہوش رہا: میں خود مولود شریف پڑھواتا ہوں اور قیام کرتا ہوں اور ایک روز میرا یہ حال ہوا کہ بعد قیام سب بیٹھ گئے مگر میں بے خبر کھڑا رہ گیا بعد دیر کے مجھے ہوش آیا تب بیٹھا۔ [۳۹]

مشرف فقیر: انوار ساطعہ (دربیان مولود و فاتحہ) میں ہے، **را از اول تا آخر شنیدم وبغور وتدبر نظر کردم همه تحقیق راموافق مذهب ومشرب خود بزرگانِ خودیافتم۔** [۴۰]

---

[۳۷] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، تقریظ مولانا رحمت اللہ مہاجر مکی، صفحہ ۵۶۴-۵۶۳، رضوی کتاب گھر، دہلی)

[۳۸] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، صفحہ ۵۶۹-۵۶۸، رضوی کتاب گھر، دہلی)

[۳۹] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، صفحہ ۵۶۹، رضوی کتاب گھر، دہلی)

[۴۰] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ، صفحہ ۵۶۹، رضوی کتاب گھر، دہلی)

پیر کا مذہب: فی الحقیقت نفس مطلب کتاب انوار ساطعہ موافق مذہب و مشرب فقیر و بزرگان فقیر است خوب نوشتید۔ جزاکم اللہ خیر الجزا۔ (انوارساطعہ)[41]

ہرسال انعقادِ میلاد: مشربِ فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ)[42]

جملہ اھل حرمین: مولد شریف تمامی اہلِ حرمین کرتے ہیں۔اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے؟ (شائم امدادیہ، صفحہ ۸۸)[43]

سلطان ابوسعید مظفر: سلطان ابوسعید مظفر علیہ الرحمۃ ہر سال جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تین لاکھ اشرفی خرچ فرماتے تھے۔اس زمانہ میں حضرت دحیہ کلبی صحابی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ایک جلیل القدر عالم شیخ ابوالخطاب نے مولود شریف کے بیان میں "التنویر فی المولد البشیر النذیر" کے نام سے ایک کتاب لکھ کر سلطان کو سنائی تو اس نے آپ کو ایک ہزار اشرفی انعام دیا۔

سلطان ابوسعید کے متعلق علامہ ابنِ کثیر، علامہ زرقانی، امام سیوطی اور سبط ابن جوزی فرماتے ہیں کہ وہ بہت بہادر، جوانمرد، سخی، دلیر، عقلمند، عالم، عادل اور قابلِ تعریف سیرت وعادت کا حامل تھا۔محفلِ میلاد میں اس کے پاس اکابر علماء وصوفیہ کا اجتماع ہوتا تھا۔ وہ سلطان صلاح الدین ایوبی کا بہنوئی تھا اور اُس کی سخاوت وسادگی کا یہ عالم تھا کہ اُسے معمولی پہننے پر جب توجہ دلائی گئی تو اُس نے کہا میں معمولی قیمت کا لباس پہن کر باقی فقراء پر صدقہ کروں۔اس سے بہتر ہے کہ بیش قیمت لباس پہنوں اور فقراء ومساکین کو فراموش کردوں۔

سلطان موصوف عکا شہر میں فرنگیوں کا محاصرہ عطا ہوئے تھے کہ ۶۳۳ھ میں آپ کا انتقال ہوگیا۔

(تاریخ ابن کثیر، مرآۃ الزمان، حسن المقصد، زرقانی)[44]

---

[41] (انوارِ ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ، صفحہ ۵۶۹، رضوی کتاب گھر، دہلی)

[42] (فیصلہ ہفت مسئلہ از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولود شریف، صفحہ ۱۵، ناشر محکمہ اوقاف، پنجاب)

[43] (شائمِ امدادیہ، حصہ دوم، صفحہ ۸۸، مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

[44] (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، المقصد الأول: فی تشریف اللہ تعالیٰ لہ علیہ الصلاۃ والسلام، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ، جلد۱، صفحہ ۲۶۲، دارالکتب العلمیۃ)

(البدایۃ والنہایۃ المسمی تاریخ ابن کثیر، ثم دخلت سنۃ ثلاثین وستمائۃ، ومن توفی فیھا من الأعیان، ابو المحاسن محمد بن نصرالدین بن نصر، جلد۱۳، صفحہ ۱۳۷، دارالفکر)

(حسن المقصد فی عمل المولد للسیوطی، فصل فی المولد، تاریخ عمل المولد النبوی شریف، صفحہ ۴۴، دارالکتب العلمیۃ، بیروت-لبنان)

سلطان اورنگ زیب عالمگیر: سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۸۴ھ میں دارالحکومت سے چلنے سے پیشتر ایک اہلکار حافظ رحمت خان کو لاہور بھیجا کہ وہاں پہنچ کر میلاد شریف حضور ﷺ کا کما حقہ انتظام ۱۲ ربیع الاول کو کرے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ابھی ابھی شاہی مسجد اختتام کو پہنچی تھی۔ یہ جشنِ میلاد النبی ﷺ ایک طرح شاہی اہتمام کے ذریعے تعمیرِ مسجد کا اختتام تھا چنانچہ یہ تقریب لاہور میں بادشاہ کے آنے پر ۱۲ ربیع الاول ۱۰۸۴ھ کو منعقد ہوئی جس کے بعد بادشاہ ۱۲ ربیع الثانی کو حسن ابدال پہنچا اور وہاں سے ۱۷ ربیع الثانی کو کابل روانہ ہوا۔ جیسا کہ تاریخ میں لکھا ہے اور مآثر عالمگیری کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۰/۱/۸۶)

سلطانِ مصر: سلطانِ مصر نے ۱۲ ہزار آدمیوں کے سایہ کے لئے ایک خوبصورت سائبان بنوایا جو صرف میلاد شریف کے لئے لگایا جاتا تھا اور پھر لپیٹ دیا جاتا تھا۔ امام ابن جزری فرماتے ہیں میں ۷۸۵ھ میں سلطان مصر کی طرف سے منعقدہ محفلِ میلاد شریف میں حاضر ہوا اور محفل کی شان وشوکت دیکھ کر مجھ کو حیرت ہوئی۔ میرے خیال میں اس محفل میں دس ہزار مثقال☆ سونا خرچ ہوا ہوگا۔ طعام، خوشبو اور روشنی کا انتظام تھا۔ پچیس حلقے چھوٹی عمر کے لڑکوں کے تھے جو قرأت سے قرآن پڑھتے تھے۔ (انوار ساطعہ بحوالہ المورد الروی وغیرہ)

فائدہ: مذکورہ حوالہ جات سے ہر انصاف پسند وسلیم الطبع مسلمان کے لئے روزِ روشن کی طرح جشن عید میلاد النبی ﷺ کا جواز واضح ہوگیا خواہ میلاد ومولود شریف کی مجالس قائم کرکے تمام اہلِ اسلام، علماء وآئمہ اور سلاطین وجمہور مسلمین کا عمل واتفاق ہے کیونکہ نفس ذکرِ ولادت اور اصل تذکرۂ میلاد رسول اللہ ﷺ اور حضرات صحابہ وتابعین سے بیان و منقول ہونا اتنا ظاہر وباہر ہے کہ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں۔

اگر چہ مخالفین ہیت کذائیہ سے میلاد وجشنِ عید اور محافل ومجالس کے منکر ہیں تو وہ ان کی اندرونی بیماری کی وجہ سے ہے ورنہ شریعتِ مطہرہ کا کوئی قانون نہیں کہ اصل فعل کے لئے ہیآت کی تبدیلی سے اصل بھی حرام ہوجائے۔

شرعی مثالیں: اصل مقصود ہے نماز کا وضو۔ اب اس کی ہیآت میں کتنی تبدیلیاں آگئی ہیں۔ ایسے ہی نماز پڑھنا مسجد میں خواہ مسجد کی ہیآت کی کتنی ہی تبدیلیاں ہوجائیں اور ہوگئی ہیں وغیرہ۔ اب اگر کسی کو نماز نہ پڑھنے کی بیماری ہو تو وہ کہے کہ میں تو ٹونٹیوں پر وضو نہیں کرتا کہ یہ بدعت ہے اور پانی بھی ٹینکی کا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایسے ہی کہے کہ میں مسجد میں نہیں جاتا کیونکہ یہ مسجد بدعت کی اَن گنت باتوں پر مشتمل ہے۔ اس سے ہر انسان یقین کرے گا کہ اسے نماز نہیں پڑھنی

☆ (ساڑھے چار ماشہ)

ہے صرف عذر کر رہا ہے۔ایسے ہی ہم کہیں گے کہ ان لوگوں کو نبی علیہ السلام کے اعزاز و اکرام سے ضد ہے بدعات کا صرف عذر ہے۔ورنہ کس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری پر اہلِ اسلام کو کتنی خوشی ہے وہ خوشی جس طریقہ سے ہو اور یہ خوشی بجا ہے کیونکہ ربیع الاول کا وہ مبارک مہینہ ہے جس میں آفتابِ نبوت ماہِ رسالت ﷺ نے طلوع فرما کر اپنی ضیاء پاشیوں سے تمام عالم کو منور فرمایا جس کے عالمِ وجود میں آتے ہی کفر و ضلالت کی ظلمتیں کافور ہو گئیں اور کائنات کا کونہ کونہ بُقعۂ نور (نور کا ٹکڑا) بن گیا۔دنیا پر ترقی کے دروازے کھل گئے وہ لوگ جو بجائے انسانوں کے خونخوار درندے بن چکے تھے کمالِ انسانیت کے مرتبے پر فائز ہو کر اخلاق و اعمال کے پیکر بن گئے۔

بھٹکے ہوؤں پہ کی نظر رشکِ خضر بنا دیا رہزنوں کو دی ندا بن گئے شمع رہبری
تیرے کرم نے ڈال دی طرح خلوص و بندگی تیرے غضب نے بند کی روم و رہ ستمگری
تیری پیغمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہ قیصری

فرزندانِ توحید اس دن کو یاد کر کے سرورِ عالم ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت و تحفۂ صلوٰۃ و سلام پیش کر کے سعادتِ دارین حاصل کرتے ہیں۔بعض بد بخت ایسے بھی ہیں جو خود تو ایسی سعادت سے محروم ہوتے ہیں لیکن دوسرے اہلِ اسلام کو بھی روکتے ہیں نہ صرف روکتے ہیں بلکہ قرآن و حدیث کی آڑ لے کر طرح طرح کی رَخنہ اندازیاں (خلل) کرتے ہیں اور یہ بھی کوشش ہے کہ اس تقریبِ سعید پر اجر و ثواب کے علاوہ اور کتنا دینوی فائدہ نصیب ہوا۔تفصیل رسالہ'المیلاد' میں ہے۔فوائد مختصراً یہاں عرض کئے جاتے ہیں

میلاد شریف کے برکات و فوائد

تخفیفِ عذاب از ابولھب: حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر فرزند (محمد ﷺ) پیدا ہوئے ہیں۔ابولہب سن کر اتنا خوش ہوا کہ اُنگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا

''ثوبیہ جا آج سے تو آزاد ہے''۔

سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا۔قرآن پاک میں پوری سورۃ تَبَّتۡ یَدَآ اَبِیۡ لَهَبٍ اس کی مذمت میں موجود ہے۔مگر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اُس کو ہوا وہ بخاری شریف میں یوں مروی ہے،

فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ:مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ:لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ

أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ (بخاری شریف) [۴۵]

یعنی کہ جب ابولہب مرا تو اُس کے گھر والوں (حضرت عباس) نے اُس کو خواب میں بہت بُرے حال میں دیکھا۔ پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس (کلمہ کی) اُنگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے اُنگلی کے اشارہ سے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔

شرح الحدیث: حدیثِ ہذا کے متعلق شارحین نے بتایا،

(۱) حضرت علامہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ

وَذَكَرَ السُّهَيْلِيُّ أَنَّ الْعَبَّاسَ قَالَ لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا [۴۶]

یعنی امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے راحت نہیں ملی۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ حضرت عباس فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ نبی پاک ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثوبیہ نے ابولہب کو آپ ﷺ کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اُس کو خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔

کافرومومن کا موازنہ: ابولہب کافر تھا ہم مومن، وہ دشمن تھا، ہم غلام۔ اُس نے بھتیجے سمجھ کر بطورِ رسم خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کے ہونے کی وجہ سے اور ہم رسول اللہ ﷺ سمجھ کر ولادت کی خوشی کرتے ہیں جب دشمن اور کافر کو خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو غلاموں کو کتنا فائدہ پہنچے گا۔

دوستاں راکجا کنی محروم   توکہ با دشمناں نظرداری

(۲) سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،

دریں جاسند است مراھل موالید راکہ درشب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند

[۴۵] (صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، جلد۷، صفحہ۹، حدیث ۵۱۰۱، دارطوق النجاۃ)

[۴۶] (فتح الباری لا بن حجر، کتاب النکاح قولہ باب وامھاتکم اللاتی ارضعنکم، ویحرم من الرضاع ما یحرم من النسب، جلد۹، صفحہ۱۴۵، دارالمعرفۃ بیروت)

بذل اموال نما يند يعني ابولهب كه كافر بود چوں بسرور ميلاد آنحضرت وبذل شير جاريهٔ وے بجهت آنحضرت جزاداده شد تاحال مسلماں مملواست به محبت وسرور بذل دروے چه باشد وليكن بايد كه ازبد عتها كه عوام احداث كرده انداز تغنی و آلات محرمه ومنكرات خالی باشد۔

(مدارج النبوت)

یعنی اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کی روشن دلیل ہے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شبِ ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب کافر تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اُس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہوکر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے لیکن چاہیے کہ محفلِ میلاد شریف عوام کی بدعتوں، گانے اور حرام باجوں وغیرہ سے خالی ہو۔

(۳) حافظ الحدیث علامہ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد الجزری دمشقی رحمۃ اللہ علیہ اسی ابولہب کے واقعہ کو لکھ کر فرماتے ہیں،

فما حال المسلم الموحد من أمته عليه السلام يسر بمولده، ويبذل ما تصل إليه قدرته في محبته صلى الله عليه وسلم، لعمري إنما يكون جزاؤه من الله الكريم أن يدخله بفضله العميم جنات النعيم. (زرقانی علی المواہب) [۴۷]

یعنی کہ جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے سے انعام پایا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے مسرور ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں بقدرِ استطاعت خرچ کرتا ہے (فرماتے ہیں) میری جان کی قسم اللہ کریم کی طرف سے اُس کی یہی جزاء ہوگی کہ اللہ کریم اپنے فضلِ عمیم سے اس کو جناتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

فائدہ: اسی لئے علامہ احمد بن محمد عسقلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق فرماتے ہیں،

ولا زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه الصلاة والسلام، ويعملون الولائم، ويتصدقون فی ليا ليه بأنواع الصدقات، ويظهرون السرور، ويزيدون فی المبرات، ويعتنون بقراءة مولدهٖ الكريم، ويظهر عليهم من بركاتهٖ كل فضل عميم.

---

[۴۷] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،المقصد الأول: فی تشريف اللّٰه تعالیٰ له عليه الصلاة والسلام،باب ذكر رضاعه صلی اللّٰه عليه وسلم وما معه، جلد۱،صفحہ۲۶۱،دارالکتب العلمیۃ)

ومما جرب من خواصه أنه أمان فی ذلك العام، وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام، فرحم الله امرأ اتخذ ليالی شهر مولدہٖ المبارك اعياداً، ليكون أشد علة على من فی قلبه مرض وأعيی داء.

(زرقانی علی المواہب) [۴۸]

یعنی حضور ﷺ کی ولادت کے مہینے میں اہلِ اسلام ہمیشہ سے میلاد کی محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوتیں کرتے اور ان راتوں میں قسم قسم کے صدقے وخیرات کرتے اور خوشی ومسرت کا اظہار کرتے اور نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اور آپ ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے کا خاص اہتمام کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ان پر اللہ کے فضل عمیم اور برکتوں کا ظہور ہوتا ہے اور میلاد شریف کے خواص میں سے آزمایا گیا ہے کہ جس سال میلاد شریف پڑھا جاتا ہے وہ سال مسلمانوں کے لئے حفظ وامان کا سال ہوجاتا ہے اور میلاد شریف کرنے سے دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد کی مبارک راتوں کو خوشی ومسرت کی عیدیں بنا لیا تاکہ یہ میلاد مبارک کی عیدیں سخت ترین علت ومصیبت ہوجائے اُس پر جس کے دل میں مرض و عِناد (کینہ) ہے۔

فائدہ: امام قسطلانی کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ ماہِ ربیع الاول میں میلاد کی محفلوں کے منعقد کرنے، ذکرِ میلاد کرنے، کھانے پکا کر دعوتیں کرنے، قسم قسم کے صدقے وخیرات کرنے، خوشی ومسرت کا اظہار کرنے، نیک کاموں میں زیادتی کرنا ہمیشہ سے اسلام کا طریقہ رہا ہے اور ان اُمور کی بدولت ان پر اللہ تعالیٰ کے فضلِ عمیم اور اس کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے۔ محفلِ میلاد کی برکتوں سے سارا سال امن وامان سے گزرتا ہے اور دلی مرادیں پوری ہوتی ہیں اور ماہ میلاد کی راتوں کو عید منانے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اور ربیع الاول کی یہ خوشیاں اور عیدیں اُن لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہیں جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوتِ رسول ﷺ کی بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہوں امام قسطلانی پر بلاشبہ حق اور سچ فرمایا۔ باقی فوائد وفضائل فقیر کے رسالہ ''المیلاد'' میں ہیں۔

(۱) میلاد شریف (ربیع الاول) میں انعقادِ محفلِ میلاد اہلِ اسلام کا طریقہ رہا ہے۔

(۲) کھانے پکانے کا اہتمام اور انواع واقسام کے خیرات وصدقات ماہِ میلاد کی راتوں میں اہلِ اسلام ہمیشہ کرتے رہے ہیں۔

---

[۴۸] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،المقصد الأول: فی تشريف اللّٰه تعالیٰ له عليه الصلاة والسلام،باب ذكر رضاعه صلى الله عليه وسلم وما معه، جلد۱،صفحہ۲۶۳-۲۶۲،دارالکتب العلمیۃ)

(۳) ماہِ ربیع الاول میں خوشی و مسرت کا اظہار شعارِ مسلمین ہے۔

(۴) ماہِ میلاد کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کرنا مسلمانوں کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔

(۵) ماہِ ربیع الاول میں میلاد شریف پڑھنا اور قرأتِ میلاد پاک کا اہتمام خاص کرنا مسلمانوں کا محبوب طرزِ عمل رہا ہے۔

(۶) میلاد کی برکتوں سے میلاد کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عمیم ہمیشہ سے ظاہر ہوتا چلا آ رہا ہے۔

(۷) محفلِ میلاد کے خواص سے یہ مجرّب خاصہ ہے کہ جس سال سے محافلِ میلاد منعقد کی جائیں تو وہ تمام سال امن و امان سے گزرتا ہے۔

(۸) انعقادِ محافلِ میلاد مقصود و مطلب پانے کے لئے جلد آنے والی خوشخبری ہے۔

(۹) میلاد مبارک کی راتوں کو عید منانے والے مسلمان اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے اہل ہیں۔

(۱۰) ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرنا اور ماہِ میلاد کی ہر رات کو عید منانا اُن لوگوں کے لئے سخت مصیبت ہے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض اور عداوتِ رسول ﷺ کی بیماری ہے۔

اُولیائے اُمت و علمائے ملت کی بھی سنیئے

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ: میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کردوں گا۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ: جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس کی تعظیم کی تحقیق وہ ایمان میں کامیاب ہوگیا۔

حضرت معروف کرخی علیہ الرحمۃ: جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور روشنی کی، نیا لباس پہنا اور خوشبو اور عطر لگایا۔ میلاد کی تعظیم کے لئے اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت حضراتِ انبیاء کے ساتھ حشر کرے گا اور وہ اعلیٰ علیین میں ہوگا۔

امام شافعی علیہ الرحمۃ: جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور احسان کیا اور اس کو پڑھوانے کا سبب بنا تو اللہ تعالیٰ اس کو بروزِ حشر صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اُٹھائے گا اور وہ شخص جناتِ نعیم میں پہنچے گا۔

حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ: جس شخص نے ایسی جگہ کا قصد کیا جس میں میلاد شریف پڑھا

جار ہا ہوتو اُس نے جنت کے باغوں میں سے ایک کا قصد کیا۔اس لئے کہ اس نے محض نبی اکرم ﷺ کی محبت کے لئے ایسا کیا۔

امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ: جس نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر میلاد شریف پڑھوایا اُس شئے میں برکت ظاہر ہوگی جو اُس کو حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ اُس کے کھانے والے کی مغفرت کردیگا۔

☆ اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا تو جو اُس پانی کو پئے گا اُس کے قلب میں ہزار نور داخل ہوں گے اور اُس کے قلب سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائیگی اور اُس کا قلب اُس دن مردہ نہ ہوگا جس دن دل مردہ ہوجائیں گے۔

☆ جس نے نقدی و کرنسی پر میلاد پڑھوایا اور رقم کو دوسری رقم میں ملایا تو اُس میں برکت ہوگی اور نہ یہ شخص محتاج ہوگا نہ اِس کا ہاتھ خالی ہوگا حضور ﷺ کی برکت سے۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ: جس گھر یا مسجد یا محلّہ میں میلاد شریف پڑھا جائیگا تو فرشتے اُس پر چھا جائیں گے اور اُن کے حاضرین پر دعاءِ رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت و خوشنودی سے نوازے گا۔

جو مسلمان اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے گا اللہ تعالیٰ اس گھر کو قحط و وبا، جلنے، ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض وحسد اور بدنظری اور چوری سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مرجائیگا تو اُس پر منکر نکیر کے جواب آسان کرے گا اور وہ سچائی کی جگہ میں حضورِ الٰہی میں رہے گا۔

امام ابن حجر علیہ الرحمۃ: اکابر بزرگانِ دین کے ارشاداتِ مبارکہ نقل فرما کر لکھتے ہیں جس کا میلاد النبی ﷺ کی تعظیم کا ارادہ ہو اُس کے لئے تو اتنا ہی کافی ہے اور جس کے دل میں تعظیم نہیں ہے اُس کے لئے اگر تو دنیا بھر کی تعریفیں بھی لکھ ڈالے تو بھی اُس کا دل محبتِ نبوی میں متحرک نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اُن میں رکھے جو تعظیم کرنے اور قدر پہچاننے والے ہیں۔ (النعمۃ الکبریٰ) [۴۹]

ناظرین غور فرمائیں کہ اکابر مشائخ و صلحائے اُمتہ و علمائے ملت کو اس پاک تقریب سے کتنے فوائد نصیب ہوئے اب کوئی ان فوائد و برکات کو ٹھکرا کر صرف بدعت بدعت کی رَٹ لگائے تو اُسے کیا کہا جائیگا۔ اب سنیئے میلاد دشمنی میں ان کے دل کی بھڑاس۔

دشمنانِ میلاد کے دل کی بھڑاس: تصریحاتِ مذکورہ اُن برگزیدہ شخصیات کی ہیں جن کے طفیل

---

[۴۹] (النعمۃ الکبریٰ لابن حجر الھیتمی، صفحہ ۷، مکتبۃ الحقیقۃ، استنبول، ترکی)

دولتِ اسلام محفوظ ہوکر ہمارے ہاں پہنچی اور جن کے صدقے علم وعمل کا دم بھرنے والے علماء بلکہ مسلمان بنے۔

روزِ روشن کی طرح میلاد شریف کے ثبوت و جواز اور منکرینِ میلاد کے اکابر کی تائید کے باوجود دیوبندی، مودودی، وہابی مکتبِ فکر کے لوگ اپنی ضدوہٹ دھرمی کے باعث جشنِ میلاد النبی ﷺ کا شدید ترین منکر ومخالف ہے۔ یہاں تک کہ مجلسِ میلاد میں خلافِ شرع اَمر نہ پائے جانے کی صراحت واہتمام کے باوجود بھی اس نورانی تقریب و پاکیزہ محفل کوممنوع وناجائز ٹھہرایا جاتا ہے۔

گنگوھی: مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتا ہے عقدِ مجلسِ مولود اگر چہ اس میں کوئی اَمر غیر مشروع نہ ہومگر اہتمام وتداعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ) [50]

سوال: محفلِ میلاد میں جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ)

جواب: ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔ (فتاویٰ رشیدیہ) [51]

مودودی: نام نہاد جماعتِ اسلامی کا امیر مولوی مودودی لکھتا ہے کہ

(۱) یہ بغیر کسی ثبوتِ علمی کے ان بزرگوں کی ولادت و وفات ظہور وغیاب کرامات وخوارق اور اللہ کے ہاں اُن کے تقربات کی کیفیات کے متعلق ایک پوری میتھالوجی تیار ہوگئی جو بت پرست مشرکین کی میتھالوجی سے ہر طرح لگا جاسکتی ہے۔ [52]

(۲) میرے نزدیک میلاد یا سیرت کے یہ جلسے جو ربیع الاول کے موسم میں ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے اُن تفریحی مشاغل میں شامل ہوگئے ہیں۔ جن سے مقصود بجز اپنے نفس کوفریب دینے کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے میں اس قسم کے جلسوں میں شرکت کو نہ صرف یہ کہ غیر مفید سمجھتا ہوں بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم مسلمانوں کی اس پرانی بیماری کو قوت پہنچانے کے مجرم نہ بن جائیں۔ (ماہنامہ ترجمان القرآن ۱۹۴۵ء)

(۳) یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ عین میلاد کے دن لاہور میں شیطان کا عَلَم (جھنڈا) بلند کیا گیا۔ (نوائے وقت)

---

[50] (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، صفحہ ۲۵۵، دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[51] (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب البدعات، صفحہ ۲۵۵، دارالاشاعت، اُردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی)

[52] (تجدید واحیاءِ دین از مولانا مودودی، صفحہ ۱۲)

(۴) یہ تہوار جشنِ عید میلا د النبی جسے ہادیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا۔ حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ صد افسوس کہ اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دیدی گئی ہے۔ لاکھوں روپیہ برباد کیا جارہا ہے۔ (ہفت روزہ قندیل ۳/۷/۶۶ لاہور)

مکتبِ دیوبندی کا پیام شاھجھانپوری: عید میلا د النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روز ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاہور بدمعاشوں، لفنگوں اور آبرو باختہ لوگوں سے بھرا پڑا ہے۔ (ہفت روزہ حمایت اسلام لاہور ۱۹۶۴ء)

مکتبِ دیوبندی کا پیامِ اسلام: دیوبندی فرقہ کا ترجمان ہفت روزہ پیامِ اسلام ۱۲ اگست ۱۹۶۳ء کی اشاعت میں لکھتا ہے ہر سال ۱۲ ربیع الاول کو زور شور سے میلا د کا میلہ بھرا جاتا ہے۔ مسلمانوں کا لاکھوں کروڑوں روپیہ برباد کیا جارہا ہے۔ شور وشغب، جلوس جھنڈیاں ہو یا روشنیاں گیت اور طرح طرح سے روپیہ پانی کی طرح اُڑانے کی صورتیں کی جارہی ہیں اور غضب یہ ہے کہ نام رکھ دیا گیا ''عید میلا د النبی''۔

غیر مقلدین کا الاعتصام: نام نہاد جمعیت اہلحدیث کا ترجمان ہفت روزہ الاعتصام ۱۴ اگست ۱۹۶۴ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ میلا د النبی منانے والے شیطان کے بھائی اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن ہیں اور اس دن دکانیں بند رکھنے والے دنیاوی نقصان کے علاوہ اُخروی نقصان بھی کرتے ہیں۔ (ملخصاً)

غیر مقلدین کا تنظیمِ اھلحدیث: جماعتِ اہلحدیث کا خصوصی ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۲۳ ربیع الاول ۱۳۸۰ھ کی اشاعت میں لکھتا ہے میلا د النبی بدعتِ کبریٰ ہے اس کا شریعت میں اصل کوئی وثبوت نہیں اور شرعاً اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔

صناویدِ دیوبندی: مولوی خلیل احمد دیوبندی و مولوی رشید احمد گنگوہی:

یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثلِ ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثلِ روافض کے نقل شہادتِ اہلِ بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ۔ سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور یہ خود یہ حرکت قبیحہ لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھ کر ہوئے۔ وہ تاریخ معین پر کرتے ہیں۔ ان کے یہاں کوئی قید نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں۔ [۵۳]

---

[۵۳] (البراھین القاطعه فی رد الانوار الساطعه از رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۱۴۸)

اسی کتاب میں محبانِ شانِ رسالت قائلین میلاد مبارک کا تمسخر اُڑاتے ہوئے لکھا ہے

مولودیوں کے عقیدہ میں نجات کو یہی عمل کافی ہے۔ مولود میں کہ دو آنہ کی ریوڑی پر جمع ہوتے ہیں۔ کون سا احتشام ہے۔ ۵۴

ناظرین ازروئے انصاف وایمان ایک طرف گذشتہ اوراق میں میلاد شریف کے متعلق اُمت کا عمل اور بزرگانِ دین کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں اور دوسری طرف منکرینِ میلاد، دیوبندی، مودودی، وہابی مولویوں کی اِن عبارات کو دیکھ کر اندازہ فرمائیں کہ یہ لوگ محض ذکرِ میلادِ پاک وعظمت وشانِ رسالت کے اظہار پر روانگانِ شمع رسالت اہلِ سنت و جماعت کے خلاف کس طرح گالیاں بکتے، کیچڑ اُچھالتے اور تمسخر اُڑاتے ہیں اور بایں ودستار وریش کیسی غلیظ گفتگو اور بدزبانی ودریدہ ذہنی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کیا ان کی یہ روش شانِ رسالت وغلامانِ رسالت کے خلاف اِن کے اندرونی خبث وعداوت کا ثبوت نہیں؟

انصاف اے انصاف والو: کس قدر ستم ظریفی وسنگدلی ہے کہ خود یہ لوگ بلاثبوت وبغیر سند جب چاہیں جو چاہیں جشن منائیں اور جب پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جشنِ میلاد کا ذکر آئے روکنے کے لئے اس طرح ایڑی چوٹی کا زور لگائیں اور زبان درازی کریں۔

؎ شرم اِن کو مگر نہیں آتی

ناجائز: میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناجائز ٹھہرانے کے لئے کبھی یہ لوگ اس کو بے ثبوت ٹھہراتے ہیں۔ کبھی یادگار منانا ممنوع بتاتے ہیں، کبھی تاریخ اور دن کے تعین پر اعتراض کرتے ہیں، کبھی اہتمام وتداعی کو غلط کہتے ہیں، کبھی دورِ صحابہ میں اس ہیئت کا نہ ہونا ظاہر کرتا ہے اور کبھی وقت ودولت کے ضیاع اور جھنڈی روشنی دروازہ بنانے پر معترض ہوتے ہیں مگر خود اپنی ذاتی ومسلکی تقاریب، جلوس، جلسہ اور کانفرنسوں میں ان سب اُمور کا ارتکاب کرنے کے باوجود نہ اِن کی رَگِ توحید پھڑکتی ہے اور نہ عدمِ جواز کی کوئی شق دامن گیر ہوتی ہے۔ اگر یہ اُمور ان کے بیان کے مطابق میلاد شریف کے عدمِ جواز کا باعث ہیں تو انہیں اُمور کی بناء پر انہیں اپنی تمام تقاریب سے بھی دستبردار تائب ہوجانا چاہیے ورنہ ہم یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ان کے بیان کردہ اُمور تقریبِ میلاد کے عدمِ جواز کا باعث نہیں بلکہ انہیں جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو اندرونی عداوت ومخالف ہے وہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ پاک ومیلاد شریف سے روکنے پر مجبور کرتی ہے اور بس۔ لیکن

---

۵۴ (براہین قاطعہ از رشید احمد گنگوہی، صفحہ ۱۸۱،۱۷۲)

چونکہ از روئے تقیہ و منافقت یہ لوگ اس بات کا برملا اظہار نہیں کرتے اس لئے مختلف اُمور کی بے معنی آڑ لے کر ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے ورغلانے کی کوشش کرتے ہیں ۔اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ یہی منافقین کی معنوی اولاد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں وہ کہتے تھے کچھ تو کرتے تھے کچھ اور۔ فقیر نے ان کو بھانپ لیا اور انہیں پڑھ کر سنایا

بھر رنگے کہ خواھی جامہ مے پوشی

من اندازِ قدت رامی خوب شناسم

جائز: منکرینِ میلاد کی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت و مخالفت نہیں تو اور کیا ہے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی تقاریں، محافل و مجالس اور جلوس و جلسے تو ناجائز لیکن وہ خود بڑی شان و شوکت سے اپنی تقاریب مناتے، محافل سجاتے اور جلوس و استقبال اور جلسہ و کانفرنس کا پروگرام سرانجام دیتے ہیں وہ جائز۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

یہ جو بھی کریں بدعت و ایجاد روا ہے

اور ہم جو کریں محفلِ میلاد بُرا ہے

عیدمیلاد النبی کے منکر کی سزا: مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی بنراس شرح عقائد میں فرماتے ہیں کہ میرے زمانے میں دو واقعے عبرت انگیز ہوئے ہیں۔ پہلا واقعہ نواب محمد علی خان بہادر والی ٹونک نے "مراۃ السنیہ السنیہ رد قبیح مجلس المولودیہ" میں مجلسِ میلاد کی نسبت سخت زبان دارز کیں چندروز ہی کے بعد ولایت ٹونک سے معزول ہو کے بنارس بند کئے گئے۔ عمر بھر مصیبت جھیلنی پڑی اور حکومت کی حسرت کو ساتھ لے گئے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی: دوسرا واقعہ نواب صدیق حسن خان بہادر نے بعض وجوہ سے بھوپال میں ایسا رُشد پیدا کیا ہے کہ امیر الملک والا جاہی کے خطاب سے سرفراز ہوا۔ اتفاق سے بھوپال میں کسی اہلِ سنت نے اپنے گھر میں مجلسِ میلاد کی۔ نواب صاحب سخت برہم ہوئے سخت انزجار (جھڑک) کیا۔ یہاں تک کہ مکان کھودنے کا حکم دے دیا۔ تھوڑے دن گزرے تھے کہ حکومت ہاتھ سے جاتی رہی۔ خطاب سلب ہوگیا عزل کی تاریخ یہ ہے ۔

چو نواب بھوپال معزول شد

گیرید پند ایھا الغافلون ...

سال تاریخ ھاتف زغیب

چنیں گفت لایفلح الظالمون

(غوثِ اعظم صفحہ ۱۱۰، مطبوعہ ملتان)

نقشہ جائز و ناجائز

ناجائز	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یومِ پیدائش منانا بدعت وناجائز
جائز	اُن کے مولویوں کا یومِ پیدائش جائز وضروری ہے۔
ناجائز	غوثِ اعظم کی گیارہویں شریف، داتا گنج بخش علی ہجویری اور سلطان غرب الہند غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہم کا عرس بدعت واحداث فی الدین۔
جائز	اپنے مولویوں کی برسی باعثِ سعادت اور احیائے اسلام کے عین مطابق۔
ناجائز	میلاد وعرس میں ختم ودرود اور تلاوت ونعت خوانی ناجائز
جائز	ان کے مولویوں اور لیڈروں کی مدح وستائش اور سیاسی قصے کہانیاں وہابی توحید کا حسین ثمرہ۔
جائز	نمازِ عید کے خطبہ کے بعد دعا مانگنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)
ناجائز	جنازہ کی نماز کے بعد دعا مانگنا ناجائز۔ (حالانکہ احادیث سے ثابت ہے)
جائز	ہر تلاوت وعظ وغیرہ میں "صدق اللہ العلی العظیم" پڑھنا (کسی حدیث سے ثابت نہیں)
ناجائز	اذان کے بعد یا پہلے صلوۃ وسلام پڑھنا حرام اور بدعت۔
جائز	ایمانِ مجمل ومفصل اور شش کلمے پڑھے جاتے ہیں (کسی حدیث سے ثابت نہیں اگرچہ پڑھنے کا انکار نہیں)
ناجائز	درودِ تاج، درودِ لکھی، درودِ ہزارہ
جائز	مدرسہ، دارالعلوم، تعلیم القرآن پھر اِن کے ہزاروں بلکہ لاکھوں تک علیحدہ اسماء مشہور ہوئے مثلاً جامعہ فلاں، دارالقرآن، دارالحدیث، دارالعلوم فلاں وغیرہ وغیرہ پھر ان کی تعمیرات کے مختلف ڈیزائن۔

ناجائز	اُولیائے کرام بلکہ خود نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ جات (حرام) اولیاءِ کرام سے منسوب سلاسل (قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، اُویسیہ (ناجائز) خانقاہوں کی تعمیرات، لنگر خانے وغیرہ وغیرہ۔
جائز	نماز کی زبان سے نیت کرنا (صدیوں بعد کی ایجاد ہے) حالانکہ یہ بھی بدعت ہے۔
ناجائز	اذان سے پہلے یا بعد کو درود شریف کیونکہ یہ بدعت ہے۔
جائز	قرآن مجید کو تیس پاروں پر تقسیم کرنا اُن کے علیحدہ علیحدہ نام رکھنا اُن پر اعراب اور شد وغیرہ وغیرہ (کیونکہ قرآن مجید پڑھنے میں سہولت ہوتی ہے)
ناجائز	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد وغیرہ کے لئے آرائش وزیبائش اور عید کی طرح خوشی وغیرہ۔
جائز	طالبِ علم، متعلم، درویش، تلمیذ، اسٹوڈنٹ وغیرہ۔ مدرس، معلم، اُستاد، شیخ پھر اُن کے درجات، شیخ الحدیث، صدر مدرس، شیخ القرآن جیسے ہزاروں القابات وخطابات۔
ناجائز	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء جیسے القاب اور درودوں میں القلاب وغیرہ بڑھانا۔
جائز	تعلیم کے اوقات، شوال سے آغاز شعبان میں اختتام۔ ہفتہ میں جمعہ کے روز چھٹی۔
ناجائز	گیارہویں شریف، میلاد شریف اور عرس اور جمعراتیں وغیرہ کی تاریخیں حرام و ناجائز وغیرہ۔
جائز	امتحانات، سہ ماہی، شش ماہی، نو ماہی، سالانہ۔
ناجائز	تیجہ، دسواں، چہلم، برسی وغیرہ سب حرام۔
جائز	مدرسہ چلانے کی کمیٹی، مہتمم، ناظم، سیکریٹری، خزانچی، اراکین، ممبران وغیرہ۔
ناجائز	سلاسلِ طیبہ چلانے کے لئے سجادہ نشین، خلیفہ وغیرہ۔

جائز	طریقِ تعلیم کی تقسیم (سال اول، دوم، سوم احد علیہ السلام) جملہ فنون کی ایجاد یعنی بدعات ہی بدعات کی تدریس۔ صرف، نحو، منطق، فقہ، اصول، ادب، تفسیر وغیرہ۔ صرف ونحو، فقہ وغیرہا کو ترتیب وار پڑھانا مثلاً صرفِ بہائی۔ پھر ابواب الصرف ایسے ہی پہلے نحو میر، پھر شرح ماتہ عامل، ہدایۃ النحو۔ ایسے ہی قدوری، پھر کنز وغیرہ وغیرہ۔
	جملہ فنون پڑھا کر آخر میں صحاح ستہ وغیرہ پڑھانا۔
	بخاری شریف کو قرآن کے بعد درجہ دینا۔
ناجائز	ایصالِ ثواب کے لئے جنون پر پڑھنا۔ مقرر ایام میں جمع ہونا و دیگر رسوم اولیاء و اہلسنت کے معمولات (حرام)
جائز	مدرسین برائے تعلیم اسلام کی تنخواہیں۔
ناجائز	اُولیائے کرام کے مزارات پر چراغاں کے پیسے اور نذرانے اور مشائخ کی نذر و نیاز۔
جائز	قالینوں اور دریوں کے فرش بچھانا، لاؤڈ اسپیکر لگانا۔
ناجائز	اُولیائے کرام کی مزارات، قبہ جات اور روشنی، آرائش و زیبائش حرام۔
جائز	ٹائم مقرر کر کے تقریریں کرنا کروانا۔ طالب علموں کو سندیں وغیرہ دینا۔
ناجائز	ٹائم مقرر کر کے میلاد و گیارہویں و عرس و دیگر خیراتیں کرنا۔
جائز	جلسوں کے رنگ برنگے اشتہار چھاپنا، لاؤڈ اسپیکر و پبلسٹی کرنا۔
ناجائز	میلاد کا چراغاں اور اُولیاء کے مزارات کا چراغاں کیونکہ اسراف ہے۔
جائز	مقررین کے لئے زادِ راہ بھیجنا۔ اُن کے استقبال کو جانا۔
جائز	مولویوں کو لمبے لمبے القاب دینا، مولویوں کو تقریروں کا معاوضہ دینا، اُن کے نعرے لگوانا۔
ناجائز	میلاد و جلسوں میں سلام و قیام حرام اور بزرگوں کے نام ادب سے کہنا۔
جائز	بخاری شریف کا وقت مقرر کر کے ختم کرنا اور اس کا نام ختمِ بخاری رکھنا۔
ناجائز	قرآن مجید کا ختم برائے ایصال ثواب وغیرہ۔ عرس و ختم وغیرہ۔

جائز	درس گاہوں کے لئے مختلف ہتھکنڈوں سے چندے وصول کرنا۔ چندہ بٹورنے کے لئے رسید بکیں چھاپنا۔ چندہ دے کر رسید لینا۔
ناجائز	عرسوں کے لئے نذرانے وصول کرنا اور میلاد کے جلسوں کے لئے امداد مانگنا وغیرہ وغیرہ۔
جائز	سالانہ رپورٹ اور روئیداد چھاپنا، مدارس کی تشہیر بذریعہ اخبارات واشتہارات کرنا وغیرہ۔

نوٹ: فقیر ان کے علاوہ اور بھی نشاندہی کرسکتا ہے لیکن **دانا را اشارہ کافی**۔ جیسے یہ اُمور دین کے فائدے کے لئے ایجاد ہوئے تو شرعاً جائز بلکہ موجب اجر وثواب۔ ایسے ہی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے وارثین کاملین اُولیاءِ کرام کی محبت اور اُن کی عزت وعظمت اور شان وشوکت کے اظہار کے لئے ایجادات مباح وجائز اور موجب خیر وصد برکات ہیں۔

سوال: حضور ﷺ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی اور ۱۲ ربیع الاول کو وفات ہوئی۔ اس اعتبار سے ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی خلافِ تحقیق ہے۔ اسی روز کو حضور ﷺ کے لئے آنسو بہانا اور غم (ماتم) کرنا چاہیے جیسے صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

جواب: دیوبندی، وہابی فرقہ کی غلط بیانی ہے۔ بلکہ اگر کہا جائے کہ اُنہوں نے عمداً اپنی جہالت وسفاہت کا بھانڈا چوراہے پر خود بخود چور چور کیا ہے تو بجا ہے۔ ورنہ کتبِ سیر واحادیث اور اُن کی شروح میں صاف اور واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول وفات اور ۹ ربیع الاول کی ولادت کی تاریخ غلط اور بالکل غلط ہے بلکہ صاف صاف لکھا ہے کہ ۹ تاریخ کسی ہیئت دان کی تحقیق ہے۔ جو تاریخی حیثیت سے بالکل غلط ہے اور ۱۲ ربیع الاول جہاں کسی نے لکھا ہے تو وہ کاتبوں کی غلطی ہے کہ عربی میں ''ثانی عشر ربیع الاول'' کو ثانی شهر الخ بنادیا گیا ہے اور اُردو میں ۱۲ ربیع الاول کے بجائے ۲ ربیع الاول لکھا گیا ہے چنانچہ فتح الباری شرح بخاری میں بہت بڑی بحث کے بعد یہی نتیجہ نکالا گیا ہے کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول پر اہلِ اسلام کا اجماع واتفاق ہے۔ لیکن افسوس کہ ان لوگوں نے دشمنی میلاد میں کیا کیا کہہ دیا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ ''۱۲ ربیع الاول ولادت نہ کہ وفات'' میں ہے۔ سردست یہاں چند عبارات لکھ دیتا ہوں تا کہ سوال وجواب تشنۂ تکمیل نہ رہے۔

(ا) شارح بخاری امام احمد قسطلانی قدس سرہ نے لکھا ہے،

والمشهور: أنه ولد "يوم الاثنين" ثانی عشر ربيع الاول، وهو قول محمد بن اسحاق وغيره.

وقال عليه عمل اهل مكه (قديماً وحديثاً) فی زيارتهم موضع مولده فی هذا الوقت۔

(زرقانی علی المواہب) [۵۵]

یعنی اور مشہور یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی قول محمد بن اسحاق و دیگر علماء نے فرمایا اور اسی پر اہلِ مکہ کا قدیماً وحدیثاً عمل ہے کہ وہ آج تک اسی تاریخ کو آپ کے پیدا ہونے کی جگہ کی (خصوصیت سے) زیارت کرتے ہیں۔

(۲) علامہ امام محمد بن عبدالباقی المالکی الزرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں،

وقال ابن كثير وهو المشهور عند الجمهور، وبالغ ابن الجوزی وابن الجزار فنقلا فيه الاجماع وهو الذی عليه العمل۔ (زرقانی) [۵۶]

یعنی اِبنِ کثیر نے فرمایا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہی ۱۲ ربیع الاول ہی مشہور ہے اور محدث ابن الجوزی وابن الجزار دونوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے اور اسی پر عمل ہے۔

(۳) علامہ اِبنِ اثیر اور اِبنِ ہشام صرف محمد بن اسحاق کی ہی روایت کو اختیار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

وُلِدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، لِاثْنَتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ

(ابن ہشام، کامل ابن اثیر) [۵۷]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

---

[۵۵] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،المقصد الأول: فی تشريف اللّٰه تعالیٰ له عليه الصلاة والسلام،باب وقد اختلف فی عام ولادته صلى اللّٰه عليه وسلم، جلد۱،صفحہ۲۴۸، دارالکتب العلمیة)

[۵۶] (شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية،المقصد الأول: فی تشريف اللّٰه تعالیٰ له عليه الصلاة والسلام،باب وقد اختلف فی عام ولادته صلى اللّٰه عليه وسلم، جلد۱،صفحہ۲۴۸، دارالکتب العلمیة)

[۵۷] (السيرة النبوية المسمى سيرةابنِ هشام،باب ولادة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم و رضاعته،رای ابن اسحاق مولده صلى اللّٰه عليه وسلم ،جلد۱،صفحہ۱۵۸،شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی وأولاده بمصر)

(الكامل فی التاريخ،ذکر مولد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ،جلد۱،صفحہ۴۱۶، دارالکتاب العربی، بیروت-لبنان)

(۴)عارف کامل حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، **ولادت دے ﷺ روز دوشنبہ بودہ ازدھم ربیع الاول پنجاہ وپنج روز بعد از واقعہ فیل۔** (شواہد النبوۃ) ۵۸

یعنی حضور ﷺ کی ولادت واقعہ اصحابِ فیل کے پچپن روز بعد بروز پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(۵)علامہ ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، **ومولود حضرت رسالت مآب ﷺ آں سال بود کہ ابرھہ سپاہ دپیل بدر کعبہ آوردہ بود ھلاک گشت ورسول اللہ ﷺ در امسال بوجود آمدہ بوؤ در روز دو شنبہ دوازدھم غرۂ شھر ربیع الاول۔** (تاریخ طبری، جلد سوم، صفحہ ۳۳۹) ۵۹

یعنی اور حضور ﷺ کی ولادت اس سال میں جس سال ابرہہ بادشاہ لشکر وہاتھی لے کر کعبۃ اللہ شریف پر حملہ آور ہوکر آیا تھا اور وہیں ہلاک ہوگیا تھا بروزِ پیر بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(۶)شیخ المحققین علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں،

بد آں کہ جمھور اھل سیر و تواریخ بر آنند کہ تولد آنحضرت ﷺ در عام الفیل بود۔ بعد از چھل روز یا پنجاہ وپنج روز وایں قول اصح اقوال است و مشھور آنست کہ در ربیع الاول بود و بعضے علماء دعویٰ اتفاق بریں قول نمودہ ودوازدھم ربیع الاول بود وبعضے گفتہ اندبد و شبے کہ گزشتہ بودند از وے و بعضے ھشت شبے کہ گزشتہ بود واختیار بسیارے از علماء برایں است و نزد بعضے دہ نیز آمد و قول اول اشھر و اکثر است وعمل اھل مکہ برایں است و زیارت کردن ایشاں موضع ولادت شریف رادرایں شب و خواندن مولود۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲، صفحہ ۱۴) ۶۰

---

۵۸ (شواھد النبوۃ لتقیوۃ الیقین اھل التقوۃ ازمولانا عبدالرحمٰن جامی، صفحہ ۱۹، مطبوعہ نول کشور)

۵۹ مصنف علیہ الرحمۃ نے جوحوالہ دیا ہے۔ وہ شاید کسی فارسی کتاب کا ہے۔

(تاریخ الطبری، ذکر مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جلد ۲، صفحہ ۱۵۶، دار التراث- بیروت)

۶۰ (مدارج النبوۃ اُردو، ولادت مبارک، جلد ۲، صفحہ ۳۰، شبیر برادرز، زبیدہ سینٹر، اُردو بازار، لاہور)

یعنی جمہور اہلِ سیر و تواریخ اس پر متفق ہیں کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت واقعۂ اصحاب فیل کے چالیس یا پچاس روز بعد اسی سال ہوئی اور یہی قول تمام اقوال سے صحیح ہے اور مشہور یہ ہے کہ ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی اور بعض علماء اس قول پر اتفاق واجماع بیان کرتے ہیں اور بعض فرماتے ہیں کہ ربیع الاول کو دو تاریخ کو اور بعض فرماتے ہیں کہ آٹھ تاریخ کو پیدا ہوئے اور بعض کے نزدیک دسویں رات ہے۔ اگرچہ آٹھویں تاریخ کو بہت علماء نے اختیار فرمایا ہے لیکن قول اول یعنی بارہ ربیع الاول شریف زیادہ مشہور ہے اور اسی پر علماء کی اکثریت ہے اور اہلِ مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ اسی تاریخ کو جائے ولادت پر حاضر ہو کر اسی کی زیارت کرتے اور میلاد شریف پڑھتے ہیں۔

فیصلہ: حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقامِ ولادت مکہ معظّمہ ہے اور اہلِ مکہ کا قدیم سے ہر سال بارہ ربیع الاول کو جائے ولادت پر حاضر ہونا اور میلاد شریف پڑھنا اس کی روشن دلیل ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تاریخِ ولادت بارہ ربیع الاول ہے کیونکہ صاحب البیت الوریٰ۔ گھر والے کو گھر کی زیادہ خبر ہوتی ہے اور پھر ہر زمانہ اور ہر دور میں ہر فرقہ کے علماء بارہ ربیع الاول شریف لکھتے چلے آرہے ہیں بلکہ اس پر اجماع کا بھی دعویٰ بھی منقول ہے ورنہ اتفاق اہلِ اسلام کے متعلق تو انکار نہیں ہوسکتا ہے۔ حضرت علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ واستاد صاحب مشکوٰۃ رحمہما اللہ لکھتے ہیں،

واتفقوا علی انه ولد یوم الاثنین فی شهر ربیع الاول [61]

یعنی اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بروز پیر اور ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

مخالفین کے گھر کی گواہی: اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم بروز پیر اور ۱۲ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔ فقیر اس سلسلہ میں غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے اکابرین کی تصریحات پیش کرتا ہے کہ اُنھوں نے بھی لکھا ہے کہ نہ تو سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت ۹ ربیع الاول شریف ہے اور نہ ہی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہوا۔ اس پر فقیر کا رسالہ ''۱۲ ربیع الاول ولادت یا وصال؟'' موجود ہے۔ دیوبندی مکتبِ فکر کے مفتی محمد شفیع صاحب ''سیرت خاتم الانبیاء'' میں لکھتے ہیں، ''الغرض جس سال اصحابِ فیل کا حملہ ہوا۔ اس کے ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا میں عمر میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائش عالم کا مقصد لیل ونہار کے انقلاب کی اصل غرض آدم اور اولادِ آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار

---

[61] (شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب المبعث وبدء الوحی، جلد۱۲، صفحہ۳۷۱۳، حدیث ۵۸۳۷، مکتبۃ نزار مصطفیٰ الباز، مکۃ المکرمۃ-الریاض)

محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروز عالم ہوتے ہیں۔‘‘ (سیرت خاتم الانبیاء) ۶۲

فائدہ: عبارت منقولہ سے واضح ہو گیا ہے کہ دیو بندی پارٹی کے معتبر و مستند مفتی محمد شفیع صاحب تاریخِ پیدائش ۱۲ ربیع الاول تسلیم کر رہے ہیں۔اب جو شخص اپنے عالم کی بات نہیں مانتا اُسے مفتی صاحب سے کیوں موافقت۔

سوال: اگر کوئی کہے کہ اس میں مؤرخین کا اختلاف ہے اور مفتی صاحب نے صرف ایک قول نقل کیا ہے؟

جواب: اس کا جواب خود مفتی صاحب سے ہی سن لیں وہ اسی عبارت میں ’’بارہویں تاریخ‘‘ پر حاشیہ (ے) کا نشان دے کر حاشیہ پر لکھتے ہیں ’’اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی لیکن تاریخ کے تعین میں چار اقوال مشہور ہیں۔ دوسری، آٹھویں، دسویں، بارہویں۔ حافظ مغلطائی نے دوسری تاریخ کو اختیار فرما کر دوسرے اقوال کو مرجوح قرار دیا مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے۔ یہاں تک کہ ابن الجزاء نے اس پر اجماع نقل کر دیا ہے اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا ہے اور محمود پاشا فلکی مصری نے جو نویں تریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالع ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا۔‘‘

(حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء) ۶۳

فوائد: منقولہ بالا عبارات سے حسبِ ذیل فوائد واضح ہوئے۔

(۱) ولادت باسعادت نو ربیع الاول قرار دینا صرف محمود پاشا فلکی مصری کا قول ہے جو خلافِ جمہور ہے۔نا معلوم دیو بندی حضرات خلافِ جمہور قول کو کیسے مان رہے ہیں۔شاید کوئی حکمتِ عملی مخفی ہو جو خود ہی جانتے ہیں اور ہم تو یہی کہیں گے کہ وہ قوم مسلم سے عید میلاد النبی ﷺ کی مسرت چھیننا چاہتے ہیں۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ جزار اور اِبنِ اثیر مؤرخین نے لکھا ہے کہ بارہ ربیع الاول یومِ ولادت باسعادت ہے اور اِبنِ جزار نے تو اس پر اجماع نقل کر دیا ہے۔ دیو بندی حضرات خرقِ اجماع کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اشرف علی تھانوی: دیو بندیوں کے حکیم الامت صاحب لکھتے ہیں اور تاریخ میں اختلاف ہے۔آٹھویں یا بارہ، کذا فی الشمامہ (نشر الطیب) یہاں تھانوی صاحب بھی دو تاریخیں لکھ رہے ہیں۔آٹھیں اور بارہویں بہر حال نو ربیع الاول کو تھانوی صاحب نے بھی ذکر نہیں کیا۔ رہی یہ بات کہ یہاں نشر الطیب میں دو تاریخیں نقل کی گئی ہیں تو اس سے

---

۶۲ (سیرت خاتم الانبیاء از محمد شفیع عثمانی، صفحہ ۱۲-۱۳، دار الکتاب دیو بند)

۶۳ (سیرت خاتم الانبیاء از محمد شفیع عثمانی، صفحہ ۱۲، دار الکتاب دیو بند)

پہلے مفتی شفیع صاحب ابن الجزار سے اجماع نقل کر چکے ہیں کہ تاریخِ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول شریف ہے۔اب نشر الطیب کے آٹھویں کے قول سے اِستِناد (ثبوت میں پیش کرنا) ٹھیک نہ ہوگا۔ نیز تھانوی صاحب نے ۹ ربیع الاول کا قول ذکر ہی نہیں کیا اور مفتی محمد شفیع صاحب نے ذکر کر کے بے سند قول بتایا۔ثابت ہوا کہ دیو بندی اپنے معتبر عالم کا قول نہیں مانتے ۔اب اگر وہ لوگ اپنے بڑوں کی بات نہ مانیں تو اُن کی مرضی ۔ ورنہ حق ظاہر ہو چکا ہے اور شکوک و شبہات کے بادل چھٹ گئے ہیں ۔ولادت کے بعد اب تاریخِ وصال کا حال سنیئے ۔ ۶۴

تاریخ وصال: اب ہم دوسری بات بھی مخالفین کے اکابر کی تحریر سے ثابت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخِ وصال بارہ ربیع الاول شریف نہیں ہے۔

(۱) مفتی مذکور سیرت خاتم الانبیاء کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ''۱۲ ربیع الاول کو واقع ہوئی اور یہی جمہور مؤرخین لکھتے چلے آئے ہیں لیکن حساب سے کسی طرح یہ تاریخ وفات نہیں ہوسکتی ۔ کیونکہ یہ بھی متفق علیہ اور یقینی امر ہے کہ وفات دوشنبہ کو ہوئی اور یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپ کا حج ۹ ذی الحج روزِ جمعہ کو ہوا۔ان دونوں باتوں کو ملانے سے ۱۲ ربیع الاول روزِ دوشنبہ میں نہیں پڑتی ۔اسی لئے حافظ ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں طویل بحث کے بعد اس کو صحیح قرار دیا ہے کہ تاریخ وفات دوسری ربیع الاول ہے۔کتابت کی غلطی سے ۲ کا ۱۲ اور عربی عبارت میں **ثانی شہر ربیع الاول** کا **ثانی عشر ربیع الاول** بن گیا حافظ مغلطائی نے بھی دوسری تاریخ کو ترجیح دی۔ (حاشیہ سیرت خاتم الانبیاء) ۶۵

(۲) دیو بندیوں کے حکیم تھانوی صاحب نے نشر الطیب میں لکھا ہے کہ

''اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول ۱۰ھ روز دوشنبہ کو قبل از زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی'' ۶۶

وفات پر حاشیہ (ـہ) کا نشان لگا کر حاشیہ میں لکھتے ہیں، ''اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سال ذوالحجہ کی نویں جمعہ کو تھی اور یومِ وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کی نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہوسکتی۔'' (حاشیہ نشر الطیب) ۶۷

---

۶۴ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از اشرف علی تھانوی، فصل نمبر ۷، ولادت شریفہ کا دن وغیرہ، صفحہ ۳۱، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

۶۵ (سیرت خاتم الانبیاء از محمد شفیع عثمانی، صفحہ ۱۰۴، دار الکتاب دیو بند)

۶۶ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از اشرف علی تھانوی، فصل نمبر ۲۷، صفحہ ۲۱۵، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

۶۷ (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب از اشرف علی تھانوی، فصل نمبر ۲۷، صفحہ ۲۱۵، مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور)

فیصلہ: عیدمیلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منکرینِ میلاد کی مایہ ناز بنیاد زیرِنظر مضمون کی روشنی میں اُن کے اکابر علماء ہی کی تصریحات سے منہدم ہوگئی اور واضح ہوگیا کہ تاریخِ وصال وولادت کے متعلق اِن کا استدلال کمزور اور خلافِ تحقیق ہے۔ جسے یہ لوگ اپنی جہالت یا مغالطہ دہی کی بناء پر پیش کرتے ہیں۔صحیح وتحقیقی چیز یہی ہے کہ ۱۲ربیع الاول ہی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی تاریخ اور یومِ مسرت وتشکر ہے۔اسی پر جائے ولادت مکہ مکرمہ میں عمل ہوتا رہا ہے اور اسی پر اُمت کا تعامل واجماع ہے۔

مخالفین کا مشترک امام: نجدیوں، وہابیوں (غیر مقلدوں، دیوبندیوں اور مودودی کے) امام اِبنِ کثیر نے فرمایا کہ شروع سے اب تک اَہلِ مکہ ۱۲ربیع الاول ہی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں بلکہ ابنِ جوزی اور جزار نے اس پر اجماع نقل کیا ہے یعنی اجماع اکثر یا اجماع فعلی۔اس لئے کہ سلف وخلف ۱۲ربیع الاول ہی کے دن اور رات کو عملِ مولد پر متفق ہیں اور تمام شہروں بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت مکہ مکرمہ میں ۱۲ربیع الاول ہی کو یوم میلا د کہا جاتا ہے۔(حوالہ گزر چکا۔)

امام داؤدی: امام داؤدی نے فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت مسجدِ حرام کے بعد باقی سب مقامات سے افضل ہے اور اس وقت (نجدی دور سے قبل) وہاں ''مسجدِ مولد'' مشہور ہے اور اَہلِ مکہ ہر سال میلا د شریف کی رات اس جگہ عیدین سے بڑھ کر محافل کا انعقاد فرماتے ہیں۔ [۶۸]

اَہلِ محبت ان حوالہ جات کو پڑھ کر اپنا ایمان تازہ کریں اور غور فرمائیں کہ کیا اس قدر وضاحت وصراحت اور اُمت کے اجماع وتعامل کے بعد بھی ۱۲ربیع الاول کے تعین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ میلا د ومقامِ میلا د کی عظمت واہمیت میں شبہ اور اسے بطورِ عید منانے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

مجددِ غیر مقلدین: غیر مقلدین کی پارٹی کے مجدد جناب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ بعض نے کہا دہم اور بعض نے کہا دوازدہم۔ ماہ مذکور (یعنی ربیع الاول) کو اَہلِ مکہ کا عمل اسی پر ہے۔طیبی نے کہا روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔(بالاتفاق)(الشمامۃ العنبر یہ، صفحہ ۷) [۶۹]

اعجوبہ: ہمارے دور کے غیر مقلدین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میلا د ۱۲ربیع الاول کو ماتم (غم) اور حزن کے اظہار کی تلقین

---

[۶۸] (جواہر البحار، صفحہ ۱۱۴۷۔۱۱۵۴)

[۶۹] (الشمامۃ العنبریہ مولد خیر البریہ از صدیق حسن خان بھوپالی، صفحہ ۷)

کر رہے ہیں۔لیکن ان کا مجدد اس دن سے یعنی ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو جو اظہارِ فرح میلاد نہیں کرتا ہے کافر کہتا ہے۔

چنانچہ الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ عبارتِ سابقہ سے اظہارِ فرح میلادِ نبوی پر پایا جاتا ہے۔جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکرِ خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔

شیعہ پارٹی: شیعہ فرقہ بھی ۱۲ ربیع الاول کی تعین میں مخالفت کرتا ہے۔ہم ان کے ایک بہت بڑے مجتہد اور صحاح اربعہ سے ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

کلینی نے اُصول کافی ،صفحہ ۲۷۷،مطبوعہ نولکشور لکھا،

ولد النبی ﷺ لا ثنتی عشر لیلۃ مضت من شہر ربیع الاول فی عام الفیل۔ ۶۰

یعنی سرورِ عالم ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

فائدہ: فقیر نے ہر فرقہ کے اکابر کی تصریحات لکھ دی ہیں پھر بھی کوئی اپنی ضد کو نہیں چھوڑتا تو ہمارا کیا قصور۔

سوال: میلاد کے مہینے میں رسول اللہ ﷺ کی وفات تو تم بھی مانتے ہو۔۱۲ ربیع الاول نہ سہی کوئی اور تاریخ سہی۔لیکن اس ماہ میں رسول اللہ ﷺ کا فوت ہونا یقینی ہے اور یہ بھی احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ اسی دن صحابہ کرام خوب روئے یہاں تک کہ حضرت عمر وعثمان وفاطمہ ودیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم عقل کھو بیٹھے اور یومِ وفات کو قیامت سے تعبیر کیا گیا۔لیکن تم رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے لئے کسی صحابی کی خوشی کا قول پیش نہیں کر سکتے سوائے ابولہب کے۔ایک خواب کی بات کے۔معلوم ہوا کہ ہم (وہابی،دیوبندی) صحابیوں کی اقتداء کرتے ہیں اور تم ابولہب کی۔(معاذ اللہ)

جواب: اس اعتراض کی تفصیل تو ہم نے ''۱۲ ربیع الاول ولادت یا وصال؟'' میں دے دی ہے۔سرِدست ایک مختصر مضمون حاضر ہے۔

قاعدہ ۱ : حضور ﷺ زندہ ہیں زندہ کا ماتم نہیں ہوتا۔وہابیوں اور بعض دیوبندیوں کے نزدیک نبی مر کر مٹی میں مل گئے۔اس لئے وہ ماتم کریں تو اُن کے مذہب میں جائز ہوگا۔ہمارے نبی ﷺ زندہ ہیں اس لئے ہم زندہ نبی ﷺ کی خوشی مناتے ہیں ماتم نہیں۔

قاعدہ ۲: جس طرح امر شرع اسلاف صالحین نے سمجھ کر اس پر عمل کیا ہمیں کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں بلکہ ہم اُن

---

۶۰ (کلینی اُصول کافی ،صفحہ ۲۷۷،مطبوعہ نولکشور)

کے طفیل اسلام کی دولت سے نوازے گئے ہیں اور فقیر نے کتاب ''میلاد'' میں دلائل سے ثابت کیا ہے کہ ابتدائے اسلام سے ہی اہلِ اسلام کہتے چلے آرہے ہیں کہ ربیع الاول فرحت وسرور کا مہینہ ہے۔ تمام عالمِ اسلام اس ماہِ مبارک میں میلاد کی خوشیاں مناتا ہے اور عید سے زیادہ فرح وسرور کے لطف اُٹھاتا ہے۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی کے سامنے مسلمان ہر ایک غم کو بھول جاتا ہے لیکن روزِ اول ابلیس کو غم لاحق ہوا تو آج اس کے چیلوں کو۔

قاعدہ نمبر ۳: اظہارِ نعمت پر سرور و فرحت: سب مانتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کا ظہور پروردگارِ عالم کی عظیم ترین نعمت ہے۔ نعمتِ الٰہی کا ذکر اور اِس پر شکر اور اِس کی یادگار قائم کرنا، خوشی منانا شریعت میں ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوا،

وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پارہ ۳۰، سورۃ الضحٰی، آیت ۱۱)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

حضور ﷺ کا استدلال: خود حضور ﷺ نے اس قاعدہ کا استدلال یوں فرمایا کہ آپ ﷺ نے یہود کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یادگار مناتے اور اپنی فتح کے دن روزہ رکھتے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا،

فَنَحْنُ أَحَقُّ وَأَوْلَى بِمُوسَى مِنكُمْ (رواہ البخاری و مسلم) (حوالہ گذر چکا۔)

یعنی ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خوشی منانے اور یادگار قائم کرنے اور شکر بجالانے کے تم سے زیادہ اُولیٰ و احق ہیں۔

یہ فرما کر کہ حضور ﷺ نے خود روزہ رکھا اور روزہ رکھنے کا حکم دیا اور یادگار قائم کرنے کی ایک سنت قائم فرمادی۔

دوسرا استدلال: رسول اللہ ﷺ نے دوسرے طریق سے اس قاعدہ کی وضاحت فرمائی۔ وہ اس طرح ہے کہ مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ اس دن کے روزہ کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کو اس پر ترغیب دلاتے۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِصِيَامِ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، وَيَحُثُّنَا عَلَيْهِ، وَيَتَعَاهَدُنَا عِنْدَهُ

(رواہ مسلم عن جابر) [1]

یعنی باوجودیکہ حضور ﷺ یہود کی مخالفت فرماتے اور اس کا حکم دیتے تھے لیکن یادگارِ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا روزہ ترک نہ فرمایا۔

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء، جلد ۲، صفحہ ۷۹۴، حدیث ۱۱۲۸، داراحیاء التراث العربی - بیروت)

بلکہ صحابہ نے خدمتِ اقدس میں عرض بھی کیا کہ اس دن کو یہود معظم جانتے اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔اس کے جواب میں بھی یہ ارشاد فرمایا،

لَئِنْ بَقِيتُ إِلَى قَابِلٍ لَأَصُومَنَّ التَّاسِعَ (رواه عن ابن عباس) ٢ے

وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: "صُومُوا التَّاسِعَ وَالْعَاشِرَ، وَخَالِفُوا الْيَهُودَ ٣ے

یعنی باوجود مخالفت یہود کے ترکِ صیام گوارا نہ کیا بلکہ اس سے قبل ایک اور روزہ بڑھانا منظور کیا۔

ہمارا مؤقف واضح ہوگیا: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوبانِ خدا پر جو نعمتیں پروردگارِ عالم کی ہوں۔اُن کا شکرادا کرنا اور اُن کے بعد قرنوں (سالہا سال) ان کی یادگاریں قائم کرنا اور سال بسال جب وہ وقت آئے وہ تاریخ پہنچے اُسی وقت اُس کی خوشی منانا اور اطاعتِ الٰہی بجا کر شکرِ حق ادا کرنا سنتِ رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔حضورِ انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادتِ مبارکہ بڑی عظیم ترین نعمت ہے۔جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فتح کی یادگار منانا سنت ہو تو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کی خوشی منانا کیونکر سنت اور موجبِ رحمت و برکت نہ ہوگا اور اس نعمتِ عظیمہ کا ادائے شکر مسلمانوں کے لئے کس طرح قابلِ اعتراض ٹھہریگا۔

ولادت کی یاد منانا سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم ہے: صحاح کی روایت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خود اپنی ولادت مبارکہ کی یاد منائی اور یاد منانے پر خود بہترین استدلال فرمایا۔بروایتِ صحیح مروی ہے،

سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم من صوم يوم الاثنين فقال فيه ولدت و فيه انزل علي۔

(رواہ مسلم عن ابن قتادہ رضی اللہ عنہ) ٤ے

یعنی حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم دوشنبہ کو روزہ رکھتے تھے۔اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

٢ے (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ای یوم یصام عاشوراء، جلد٢، صفحہ٧٩٨، حدیث١١٣٤، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

اس کے علاوہ یہ حدیث تمام مشہور کتب جیسے سنن ابن ماجہ، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبۃ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

٣ے (سنن الترمذی، أبواب الصوم، باب ما جاء عاشوراء ای یوم ھو، جلد٣، صفحہ١٢٠، حدیث٧٥٥، مصطفیٰ البابی الحلبی-مصر)

(شعب الایمان للبیهقی، کتاب الصیام، تخصیص عاشوراء بالذکر، جلد٥، صفحہ٣٢٩، حدیث ٣٥٠٨، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض)

اس کے علاوہ یہ حدیث مشہور کتب جیسے السنن الکبری للبیهقی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

٤ے (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شھر الخ، جلد٢، صفحہ٨٢٠، حدیث١١٦٢، دار احیاء التراث العربی-بیروت)

طریقِ استدلال: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں نعمتوں کے اظہارِ شکر کے لئے اس دوشنبہ کی تعین کرنا مسنون ہے۔غلاموں کے لئے تو آقا کی ولادت کا دن بے اندازہ فرح وسرور کا دن تھا لیکن سرکارِ دولت مدار نے خود اس دن روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کو نیاز کیشوں (نیازمندوں) کے لئے منسون فرما دیا۔حضور ﷺ کی ولادت شریفہ کی یادگار اس روز نعمتِ الٰہی کا شکر بہجت وسرور مسلمانوں کا فطری وقلبی جذبہ ہونے کے علاوہ شرعی ودینی طریقہ اور سنتِ سنیہ ہے اس لئے ماہِ ولادت ربیع الاول شریف کو روزِ سعادت وبہجت یا عیدِ میلاد کہا جاتا ہے۔

ازالہ اوہام وھابیہ: اس ماہ میں وفات ہوئی لیکن چونکہ وفات کے لفظ سے غم وماتم کی تجدید ہوتی ہے۔اس کو شریعتِ مطہرہ جائز نہیں رکھتی بلکہ مکروہ فرمایا ہے۔لہٰذا رسول کی وفات کہنا یا اس دن کو اس نام سے نامزد کرنا اور اسی طرح محافلِ میلاد مبارک میں ذکرِ وفات داخل کرنا مستحسن نہیں۔اس سے مسلمانوں کے دل مغموم ہوتے ہیں۔اسلامیہ کتب اور احادیثِ مرویہ میں کہیں حکم نہیں بلکہ اشارہ تک نہیں کہ اس دن غم کرو بلکہ سرور وفرحت کے اظہار کا حکم بھی ہے اور جملہ اہلِ اسلام بلکہ کون ومکان سوائے ابلیس کے سبھی خوشیاں مناتے رہے اور مناتے رہیں گے سوائے ابلیس کے چیلوں کے۔یہی وجہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سال بسال ماتم کو علمائے اسلام نے مکروہ لکھا ہے۔ (مجمع البحار)

حالانکہ ان کا واقعہ جانکاہ قیامت ہی تو تھا اور صحابہ کرام اہلبیت کا غم والم وقت کے تقاضہ پر تھا نہ کہ اجرائے احکامِ اسلام کے لئے۔اگر اجرا کے احکام کے لئے تھا تو اعلان فرمایئے تاکہ تمہارے مسلک کے لوگ اس روز ماتم کریں اور ہم اہلِ سنت خوشی۔پھر کہنا پڑیگا

قسمت اپنی اپنی،نصیب اپنا اپنا

بہرحال شرعی اُصول پر اسی ماہ میں غمگین ہونا رونا دھونا کسی حال سے صحیح نہیں بلکہ سرور وفرحت و اظہار بہجت و راحت لازمی ہے جیسا کہ فقیر پہلے بھی چند حوالہ جات لکھ چکا ہے۔صحابہ کرام کا وقتی طور پر اظہارِ مسرت کیا کرتے جبکہ اس وقت اسلام سے انہیں روشناسی بھی نہ ہوئی تھی۔ہاں جب انہیں روشناسی ہوئی پھر جتنا اُنہوں نے اظہارِ سرور وفرحت کیا ہمیں کروڑواں حصہ بھی نصیب نہیں جیسا کہ فقیر کی کتاب 'میلاد' میں مفصل ہے۔

ازالہ وھم: ابولہب کے اظہارِ مسرت سے ہمارا استدلال نہیں بلکہ حدیثِ تقریری سے ہی ہم نے دلیل اخذ کی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے خواب پر تصدیق ثبت فرمائی اور اس سے ہی جملہ محدثین وفقہاء نے محافلِ میلاد اور مجالس کے انعقاد پر دلائل بیان کئے اور میلاد شریف کے برکات وفضائل پر استدلال فرمایا۔

سوال : مخالفین کہتے چلے آرہے ہیں کہ شرعی عیدیں تو صرف دو ہیں لیکن تم نے شیعوں کی طرح یہ تیسری عید میلا دالنبی ﷺ کہاں سے نکالی چنانچہ فیصل آباد سے شائع ہونے والے ایک وہابی ہفت روزہ کی سنیئے ۔

تیسری عید: ''المنبر'' نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے صراحۃً فرمایا کہ میری اُمت کے لئے عیدیں دو ہیں عیدالضحیٰ اورعیدالفطر۔اب اُمت میں کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ اسلام میں ایک تیسری عید کا اضافہ کرے۔(۲۸،ربیع الاول)

توضیح اُویسی: ان الفاظ سے ''المنبر'' کا مقصود اس ''عید'' کی مخالفت کرنا ہے جس کے صدقے اُمت کو عیدالفطر وعیدالضحیٰ نصیب ہوئی اگر یہ عید نہ ہوتی تو دنیا عیدالفطر وعیدالضحیٰ سے بھی محروم رہتی ۔

ازالہ وھم: جہاں تک عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام میں یہ دو مخصوص ایام ہیں جن کے احکام وحدود شرعاً متعین ہیں اور اس طرح کی اور کوئی عید نہیں۔لیکن یہ سمجھنا کہ ان دو عیدوں کے علاوہ اور کہیں لفظِ عید کا استعمال نہیں اور ان کے علاوہ کسی اور جگہ لفظِ عید کا اطلاق عقیدۂ اسلام وسنت کے منافی ہے۔سخت جہالت وتعدی ہے کیونکہ

☆عیدالفطر وعیدالضحیٰ کے علاوہ خود حضور ﷺ نے ''یوم جمعہ کو بھی عید فرمایا ہے''۔ (مشکوٰۃ،صفحہ ۱۲۳) (حوالہ گذر چکا)

☆بلکہ حضرت عمر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے جمعہ کے علاوہ یومِ عرفہ پر بھی عید کا اطلاق آیا ہے۔(حوالہ گذر چکا) (مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱،مرقات ۲۱۴)

☆صاحب روح البیان علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ

خواص اَہل اللہ ومحبوبانِ خدا کا ہر یوم یومِ عید ہے اور جو اخص الخواص ہیں ان کا ہر سانس ''عید'' ہے بلکہ سانس اُترنے چڑھنے کے لحاظ سے ان کے لئے ہر سانس میں دو عیدیں ہیں۔

ترجمان ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور کا بیان گزرا کہ مومن کی پانچ عیدیں ہیں جس دن گناہ سے محفوظ رہے، جس دن دنیا سے ایمان سلامت لے جائے، جس دن پل سے سلامتی کے ساتھ گزر جائے، جس دن دوزخ سے بچ کر جنت میں داخل ہو جب پروردگار کے دیدار ورضا سے بہرہ یاب ہو۔(تنظیم اہلحدیث، ۱۷ مئی ۱۹۶۳ء)

اور ابن داؤد غزنوی غیر مقلد کے علاوہ فقیر شارح مشکوٰۃ حضرت ملا علی قاری اور امام المحد ثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مفسر محقق امام راغب اور امام بغوی رحمہم اللہ کے علاوہ بہت سے محققین اسلام کے اقوال لکھ آیا ہے جنہوں نے تصریح فرمائی ہے کہ لغوی لحاظ سے میلا دالنبی ﷺ کے علاوہ ہر خوشی اور فرحت کو عید کہا ہے۔

فائدہ: ہماری اس تحقیق و مذکورہ حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عیدالفطر و عیدالضحیٰ کے علاوہ بھی مختلف مواقع پر عید کا اطلاق آیا ہے بلکہ از روئے لغت و قرآن ہر مسرت کے دن کو عید کہا جاتا ہے اور چونکہ حضور ﷺ کا یومِ میلاد سب سے زیادہ خوشی و مسرت کا دن ہے۔ اسی لئے اسے ''عید'' کہنا ہر طرح حق جائز صحیح اور مناسب ہے اور حضرات بزرگانِ دین و محدثین کرام نے صرف یومِ میلاد ہی کو نہیں بلکہ ربیع الاول شریف کی راتوں کو بھی عیدیں قرار دیا ہے۔ مخالفین کا یہ کہنا کہ عیدیں صرف دو ہی ہیں اور عید میلاد النبی ﷺ فرمانِ نبوت کے خلاف ہے محض جہالت و عظمت و شانِ مصطفویٰ سے عداوت پر مشتمل ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

فائدہ: یاد رہے کہ عید میلاد النبی ﷺ محض حصولِ نعمت و مسرت و شکرانہ کے طور پر کہا جاتا ہے۔ یہ مبارک عید نہ عید الفطر و عیدالضحیٰ کے مقابلہ کے لئے ہے اور نہ اس سے ان کی حیثیت و اہمیت ختم کرنا مقصود ہے لہٰذا اسے کسی طرح بھی بدعت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیوں کہ اس سے ان کی شرعی حیثیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان عیدوں کی نوعیت اور ہے اور عید میلاد النبی ﷺ کی نوعیت اور ہے۔

علمی محاسبہ

شریعتِ مطہرہ میں ہزاروں شرعی اصطلاحات کا استعمال غیر اصطلاح میں ہوتا ہے۔ جن میں صرف لفظاً اشتراک ہوتا ہے۔ احکام متعلقہ کا ذرہ برابر بھی ان پر اجراء نہیں صرف معمولی مناسبت ہے۔ الفاظ مصطلحہ کو ان دوسرے افعال پر اطلاق ہوتا ہے مثلاً

(۱) حرم کا لفظ مکہ مکرمہ پر احکامِ شرعیہ کے مجموعہ سے مستعمل ہوگا۔ حرم نبوی پر اطلاق ہے لیکن احکام نہیں۔

(۲) عمرہ کے احکام مخصوص ہیں لیکن قبا شریف کے دوگانہ کو عمرہ سے کہا گیا ہے۔ (ترمذی)

(۳) طوافِ کعبہ شریف سے مخصوص ہے لیکن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول الجمیل میں اللہ والوں کے ارد گرد گھومنے کو برائے حصولِ فیض و برکت کو طواف کا لقب دیا ہے۔

(۴) ہدیہ و تحائف اُولیاء و علماء و مشائخ کی نذر و نیاز کہا جاتا ہے۔ (کذا قال شاہ رفیع الدین فی فتاوی)

(۵) قرآن و نبی علیہ السلام اور دیگر معظمات کی قسم علی سبیل المحبۃ اور قرآن مجید میں قسمیں وارد ہیں۔

(۶) اعتکاف دخولِ مسجد نیت اعتکاف اگرچہ لمحہ بھر۔

(۷) اذان کا اطلاق دفع مرگی، تلاشِ راہ، بچہ کے کان میں، غمگین کے غم دور کرنے کے لئے وغیرہ وغیرہ۔ اس سے وہ

اذان جو قبر پر پڑھی جاتی ہے اس کا نام اذان ہے لیکن حقیقت میں وہ تلقینِ میت ہے۔ تفصیل دیکھئے ایذان الاجر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے رسالے میں یا فقیر کا رسالہ "الاذان علیٰ القبر" پڑھیئے ۔ اسی طرح سے وباء و طاعون کے دفعیہ کے لئے اذان پڑھنا وغیرہ۔

(۸) جنازہ کی نماز کے بعد لفظوں میں تو اسے دعا سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن دراصل وہ تعزیت کا ایک طریقہ ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا رسالہ "بذل الجوائز" یا فقیر کا رسالہ "الفوائد الممتازہ" پڑھیئے ۔

(۹) صوفیہ کرام کی اصطلاحاتِ مشہورہ بندگی (عبادۃ) بمعنی نیاز و عجز اور ایسے ہی سجدہ کا لفظ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ دیگر مسائل بکثرت ہیں۔ خوفِ طوالت سے نمونہ کے طور پر عرض کر دیئے گئے ہیں جن سے واضح ہوا کہ معمولی مناسبت سے کسی شرعی اصطلاحی الفاظ استعمال کئے جائیں تو حرج نہیں۔

قاعدہ: وہ مخصوص الفاظ جو شرع کی اصطلاح میں آئے ہیں وہ دوسرے ان معنوں میں مستعمل ہونگے جن پر عرف کا غلبہ ہوگا کیونکہ عرف کو شرع کی اصطلاح پر غلبہ ہے۔ جیسا کہ اُصولِ فقہ میں مستعمل ایک باب اسی بحث میں آیا ہے اور حضرت امام ابن العابدین شامی قدس سرہٗ نے اسی موضوع پر ایک رسالہ "نشر العرف" لکھا ہے۔

انتباہ: عرف سے عرفِ عام مراد ہے نہ کہ کسی خاص پارٹی کا۔ اسی لئے مرزا غلام احمد قادیانی کو شرعی اصطلاح کے توڑنے پھوڑنے پر علماء کرام نے کافر کہا ہے مثلاً وہ الہامات کو وحی الٰہی (نبوت) اور اپنے لئے نبی اور اپنے متعلقین کو صحابی اور اپنے گھر والوں پر لفظ اہلِ بیت اور اس کے لئے اور اس کے مولیٰ کے لئے علیہ السلام وغیرہ کا اطلاق کیا ہے۔

شیعہ کا عرف: ایسے ہی شیعہ کا اہلِ بیت پر علیہ السلام کا اطلاق ہے جو اہلِ سنت بے خبری سے حضرت علی اور حسنین کریمین اور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم پر لفظ علیہ السلام کا اطلاق کر دیتے ہیں یہ ناجائز ہے۔

آخری گزارش: فقیر نے اپنی بساط پر چند سطور عرض کر دی ہیں۔ اہلِ اسلام کو میلاد النبی کی خوشی میں زیادہ سے زیادہ یہاں تک کہ اگر اسے روزانہ ہی یہ پاک محفل منعقد کی تو بجا ورنہ گاہے گاہے۔

اور یہ تلقین فقیر اُویسی کی بھی ہے کہ فقیر نے اس پاک محفل کے انعقاد سے بہت بڑے فوائد و برکات حاصل کئے اور مخالفین کے ایک مجدد نے بھی لکھا

صدیق حسن بھوپالی: اس میں کیا بُرائی ہے کہ اگر ہر روز ذکرِ حضرت نہیں کر سکتے تو ہر السبوع (ہفتہ) ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں۔ ۵ے

۵ے (الشمامۃ العنبریہ مولد خیر البریہ از صدیق حسن خان بھوپالی، صفحہ ۵)

نوٹ: ممکن ہے یہ تصنیف اس کی معزولی اور میلاد پر سخت سزایابی کے بعد کو ہو۔ ورنہ آپ پہلے پڑھ آئے ہیں کہ اس نے میلاد شریف کی محفل منعقد کرنے پر کیسی ناشائستہ حرکت کی۔

حکومتِ پاکستان کا شکریہ: الحمدللہ ہماری گورنمنٹ پاکستان ہر سال عیدمیلادالنبی کے موقع پر یوں اعلان کرتی ہے

جشن عیدمیلاد النبی شایانِ شان طریقه سے منایا جائے

(اهل پاکستان سے حکومتِ پاکستان کی اپیل)

لاہور ۱۳ مئی (اپ پ) پورے ملک میں عیدمیلادالنبی کی تقریب پورے احترام اور وقار سے منائی جائیگی۔ مرکزی حکومت نے فلاں تاریخ کو عام تعطیل کا اعلان کیا ہے۔ عیدمیلادالنبی کی تقریبات کا آغاز صبح سرکاری و نیم سرکاری عمارتوں پر قومی پرچم لہرانے سے ہوگا۔ اس روز مختلف انجمنوں کی طرف سے عیدمیلاد کی محفلیں منعقد ہونگی جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ پر روشنی ڈالی جائیگی اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں خراجِ عقیدت پیش کیا جائے گا۔

ریڈیو پاکستان کے تمام اسٹیشنوں سے اس دن خاص پروگرام نشر کئے جائیں گے۔ ان پروگراموں میں سیرت النبی کے موضوع پر تقاریر نشر ہوں گی اور شعراء نعتیں پیش کریں گے شام کو سرکاری عمارتوں پر چراغاں کیا جائے گا۔

حکومت نے عوام سے اپیل کی ہے کہ اس متبرک اور عظیم دن کو شایانِ شان طریقہ سے منائیں اور عمارتوں پر چراغاں کریں اور اوقاف کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مساجد اور مزاروں پر چراغاں کا اہتمام کریں۔ پاکستان کے تمام بڑے شہروں میں درود وسلام کی محفلیں منعقد کی جائیں گی۔ ان محفلوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مقدسہ اور تعلیمات پر علمائے کرام تقاریر کرینگے۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ: فقیر کی اپنی گورنمنٹ سے گذارش ہے کہ جس طرح عیدمیلادالنبی کے لئے اہتمام و انتظام کیا جاتا ہے ایسے ہی میلاد والے کے احکام و نظام کے لئے بھی جدوجہد کی جائے تو مجھے یقین ہے کہ پاکستان جس غرض کے لئے معرضِ وجود میں آیا تھا اس کے تمام پہلو نیم نہار کی طرح روشن و تاباں ہو سکتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ جس طرح پاکستان بناتے وقت کانگریسی مولویوں نے کہا تھا کہ پاکستان کی ''پ'' بھی بننے نہیں دیں گے وہ آج بھی پاکستان دشمنی میں اس کی ہر محبوب روش پر شور مچاتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی ماہِ ولادت ربیع الاول کا چاند طلوع ہونے کے بعد

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری و خالقِ کائنات کی اس سب سے عظیم و اعلیٰ نعمت کی خوشی و شکریہ کے طور پر جشنِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تیاری و اہتمام کا دنیائے اسلام میں ہر سو چرچا و شہرہ ہوتا ہے۔ دنیائے نجد و دیوبند کی طرف سے اس تقریب کی مخالفت کی جاتی ہے لیکن الحمد للہ اس کی اہمیت و مقبولیت بڑھتی چلی جا رہی ہے اور قوم نے اس کے خلاف غلط و گمراہ کن فتوؤں کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا ہے اور شرک و بدعت کی ناپاک آوازیں اس جشن مبارک کے ایمان افروز نعروں کی گونج میں دب کر رہ گئیں۔ بلکہ اب تو کچھ عرصہ سے نام وغیرہ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ منکرینِ میلاد نے بھی اپنے جاہلانہ شرک و بدعت کے مذہبی فتوؤں کے برعکس ماہ ربیع الاول منانا شروع کر دیا ہے حالانکہ پہلے ان حضرات کے نزدیک ربیع الاول کی تخصیص، تاریخ اور دن کا تعین، مجلس میں روشنی اور اہتمام و تداعی اور یادگار منانا وغیرہ سب کچھ بدعت و ناجائز تھا۔ مگر اب اُنہوں نے محبتِ مصطفوی کی بناء پر نہیں بلکہ سوادِ اعظم اہلِ سنت سے رقابت کی بناء پر سب کچھ جائز ٹھہرالیا ہے اور صرف اپنی ''ناک'' بچانے کے لئے ''میلاد النبی'' کے بجائے ''سیرۃ النبی'' کا نام تجویز کیا ہے۔ بہرحال اس سے اصل مبحث میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور ''سیرۃ النبی'' کے اجلاس سالانہ اجتماعات و تبلیغی کانفرنسوں کا جائز قرار دے کر تقریبِ میلاد کو بدعت قرار نہیں دیا جا سکتا۔

اَھلِ سنت سے اپیل: جہاں مختصر طور پر منکرینِ میلاد کے متعلق ہم اتنی بات کہنا چاہتے تھے وہاں قائلینِ میلاد کے متعلق اس بات پر افسوس کئے بغیر نہیں رہا جا سکتا کہ دیگر اسلامی مذہبی تقاریب (عیدین، شب برأت اور نکاح وغیرہ) کی طرح جشن میلاد کو بھی بالعموم ظاہری و رسمی طور پر منایا جاتا ہے اور اس بات کا بہت کم احساس و خیال کیا جاتا ہے کہ جشنِ عیدِ میلاد ہمارے لئے ایک ''یومِ محاسبہ'' ہے جس میں ہمیں اس بات پر اپنا مکمل محاسبہ کرنا چاہیے کہ جس مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نام لیوا ہیں جس کی تشریف آوری کی خوشی میں ہم اس قدر اہتمام و اُن کے نام پاک پر اپنا وقت و دولت قربان کرتے ہیں۔ اُنہوں نے ناقابلِ برداشت سختیوں، مصیبتوں اور مشکلوں کے باوجود جس مقدس اسلام کو پیش فرمایا تھا ہم اُس اسلام اور اُس کے فرمائے ہوئے احکام پر کہاں تک عمل پیرا ہیں؟ اس کی خدمت، تبلیغ اور حفاظت کے لئے ہماری کوششوں کا حدود اربعہ کیا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ سرکاری و غیر سرکاری طور پر دھوم دھام سے عید میلاد پاک منانے کے باوجود بہت سے لوگ عملی لحاظ سے احکامِ اسلام و پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی خلاف ورزی اور بدعات و فسق و فجور میں مبتلا رہتے ہیں۔ حالانکہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عقیدت کا یہ اہم تقاضہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا احترام کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت و سنت کو اپنایا جائے اور زندگی کے ہر شعبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی حاصل کر کے اس پر عمل کیا جائے۔

سنیو: ایک طرف عشق ومحبت کے نعرے،شان وشوکت کے مظاہرے اوراس قدر دھوم دھامی پروگرام اوردوسری طرف غیرِ اسلام نظام وآئین اورخلافِ سنت تہذیب ومعاشرت فرنگیانہ صورت وسیرت اور ہندوانہ ویہودیانہ رسوم ورواج کس قدر حیرت وتعجب کا باعث اوراُصول ودیانت کے خلاف ہیں؟

کیا یہ دورنگی روش، دوغلی پالیسی،قول وفعل میں تضاد، زبان وعمل کا افتراق۔ظاہراً حضورﷺ کا نام اورعملاً انگریز کی غلامی رسول پاکﷺ کی خوشنودی کا موجب اورایک مسلمان کے شایانِ شان ہوسکتی ہے؟

خلاف ھی خلاف: اس سلسلہ میں یہ بات مزید دکھ اورتشویش کا باعث ہوتی ہے کہ بے شمار محافلِ میلا دوسیرت کے اجلاس میں عموماً زبانی طور پرنعت خوانی وحضورﷺ کے فضائل پر اکتفا کیا جاتا ہے اورآپﷺ کی سیرت واُمت کی اصلاح اورلوگوں کی بے راہ روی اورترکِ نماز وجماعت، داڑھی منڈوانے، کترانے،سینماد یکھنے،گانے بجانے،تصاویر اورعورتوں کی آزادی وبے پردگی،سوداوررشوت خوری وغیرہ جرائم ومتعدی برائیوں کوموثر طور پر کم زیرِ بحث لایا جاتا ہے بلکہ متعدد جگہ ان گناہوں میں ملوث لوگ اپنی دولت واقتدار کی بناء پر انگریزی لباس وشکل وصورت میں محافلِ میلا د وسیرت کے اجلاس میں نعتیں پڑھتے،تقریریں کرتے اور صدارتیں فرماتے نظرآتے ہیں اوراس طرح اصلاح کے بجائے اُلٹا کئی غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں اورتبلیغ کے پاکیزہ اثرات ودینِ محمدی کی جامعیت کا پوری طرح مظاہرہ نہیں ہوتا۔

گندی رسوم: بعض جگہ اس موقع پر زیبائش وروشنی کا مقابلہ کرایا جاتا ہے اورانعامات کا لالچ دیا جاتا ہے۔حالانکہ یہ ایک دنیاوی قسم کی رسم ہے اوراس میں خلوص ومحبت کے بجائے آپس میں رقابت، رِیاء ونمود اور ہوس ولالچ کا جذبہ اُبھرتا ہے۔بعض مجالسِ میلا د میں طبلہ وسارنگی اورمزامیر اورتالی بجانے کا شغل فرمایا جاتا ہے اورکئی نادان عیدمیلاد کے پاکیزہ جلوس میں بینڈ باجہ اور چمٹے وغیرہ خرافات کے ساتھ شریک ہوتے اور ریکارڈنگ کرتے ہیں۔حالانکہ یہ باتیں اسلامی مزاج کے خلاف ہیں اور ذکرِ ولادت کے ساتھ ان کا استعمال نہایت قبیح وسخت جرم ہے۔حضورﷺ فرماتے ہیں،وَأَمَرَنِی رَبِّیْ عَزَ وَ جَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ (مشکوٰۃ شریف) [۷۶]
یعنی میرے رب نے مجھے ہاتھ اورمنہ سے بجائے جانے والوں باجوں کومٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

اس کے باوجود حضورﷺ کے مقدس نام وذکرِ پاک کے ساتھ ان کا استعمال کس قدر جرأت ونادانی ہے۔ان باتوں سے تو ویسے ہی اجتناب کرنا چاہیے چہ جائیکہ عیدمیلاد پاک کے سلسلہ میں ان کا استعمال ہو۔والعیاذ باللہ تعالیٰ

---

[۷۶] (مشکاۃ المصابیح،کتاب الحدود، باب بیان الخمر ووعید شاربھا، الفصل الثالث،جلد۲،صفحہ۱۰۸۴،حدیث ۳۶۵۴،المکتب الاسلامی-بیروت)

فوٹو کشی: جہاں تک تصویر کی لعنت کا تعلق ہے عیدِ میلاد کے نام سے اس کا بھی ایک عام سلسلہ چل نکلا ہے اور اس سلسلہ میں مغرب زدہ افراد درکنار کئی نام نہاد علماء و پیر بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے حالانکہ ان کی تصاویر دیکھ کر لوگ اور زیادہ گمراہ ہوتے اور ان تصاویر وا س لعنت کے جواز کے لئے کافی سمجھتے ہیں۔

زیبائش آرائش: محافلِ میلاد میں روشنی اور جلوس کی گزرگاہوں کی آراستگی حضور ﷺ کی محبت و تعظیم کے مقصد کے تحت ایک مستحسن چیز ہے لیکن اعتدال و توازن کو نظر انداز کر کے محض روشنی برائے روشنی کے طور پر عجوبہ کاری، جدت طرازی اور کاریگری و فنکاری کو مقصود و مطمح نظر بنا لینا اور اسے ایک ''میلہ و نمائش'' صورت دینا اور پھر رات کو عورتوں کا اس کو دیکھتے پھرنا اور مردوں کے ساتھ خلط ملط ہونا کسی طرح پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا لہٰذا بحکم خیر الامور اوسطہا زیبائش اور روشنی کے باوجود ایک باوقار سادگی کا مظاہرہ ہونا چاہیے اور عورتوں کو گھروں سے نکلنے اور اس طرح گھومنے پھرنے سے باز رکھنا چاہیے تاکہ کسی خلافِ شرع و غیر اخلاقی چیز کا مظاہرہ نہ ہو۔

کعبہ شریف اور گنبد خضریٰ کا ماڈل: مذکورہ قابلِ اصلاح باتوں کے علاوہ بعض مقامات پر ''تعزیہ'' کی طرح مجسم طور پر عمارتی انداز میں روضۂ مبارک و کعبہ مقدسہ کا ماڈل بنایا جاتا ہے جس میں کثیر اخراجات کے علاوہ جہاں اس قسم کی مستقل عمارات بننے کا اندیشہ اور بالکل ''تعزیہ'' کی شکل اختیار کرنے کا خطرہ ہے وہاں جہلاء کی طرف سے نقل مطابق اصل افعال اور حد سے تجاوز اور شدید مغالطہ کا بھی امکان ہے اور ویسے بھی اس سے روضۂ مبارکہ و کعبہ مقدسہ کی انفرادی شان متاثر ہو سکتی ہے۔ اس لئے برادرانِ اہلِ سنت کو چاہیے کہ وہ ان اُمور پر غور کر کے اس سلسلہ میں احتیاط کریں اور اعتدال و توازن کے ساتھ یہ مقدس تقریب منانے کے علاوہ جذبۂ اطاعت و اتباعِ سنت زیادہ سے زیادہ بیدار کریں اور مذکورہ باتوں میں ضرورت سے زائد کثیر اخراجات کے بجائے زائد رقم اسلام کی خدمت، اہلِ سنت کی تبلیغ و اشاعت اور اپنے نادار بھائیوں کی امداد کے لئے صرف کریں۔

فقط و السلام

فقیر محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ